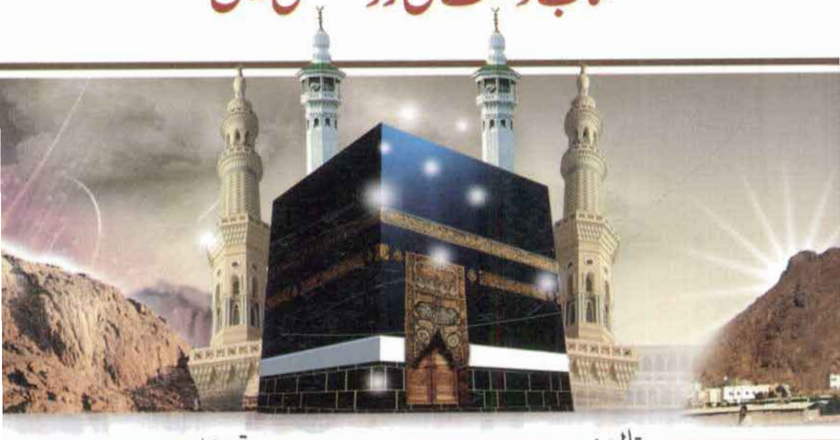
"مناسک الحج والعمرہ فی الکتاب والسنۃ" کا اردو ترجمہ

حج وعمرہ

کتاب وسنت کی روشنی میں



تالیف:
محدثِ عصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ:
ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف مدنی

مکتبہ ابن تیمیہ

"مَناسكُ الحجِّ والعُمرة فِي الكِتابِ والسُّنة" کا اُردو ترجمہ

حج و عُمرہ

کتاب و سنّت کی روشنی میں

تالیف

محدثِ عصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف مدنی

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

مکتبۃ ابن تیمیۃ

نام کتاب

حج و عمرہ

تالیف

محدث عصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف مدنی

(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

اشاعت چہارم مئی 2017ء

ناشر حافظ شمیل عبدالرحمٰن

ملنے کے پتے

- دارالحدیث، راجووال، ضلع اوکاڑہ
- مکتبہ ابن تیمیہ، لاہور
- اسلامی اکادمی، اُردو بازار لاہور
- مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور
- نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور
- کتاب سرائے، اردو بازار لاہور
- جامعہ ستاریہ، گلشن اقبال کراچی
- فضلی سپر مارکیٹ، اردو بازار کراچی
- مکتبہ قرآن و سنت، کراچی

فون: 0301-7985177, 0304-5050710, 0322-2496772

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست مضامین

- عرض مترجم 9
- شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے سوانح حیات اور علمی و تحقیقی خدمات 11
- شیخ ناصر الدین رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات 11
- تعلیم و تربیت 12
- دعوت حق اور علمی پروگرام 14
- مدینہ یونیورسٹی میں تقرری 15
- مقام و مرتبہ اور علماء کی آراء 16
- شیخ کے مشہور شاگرد 17
- شیخ کی تصنیفات' تعلیقات اور تخریجات 18
- سانحہ وفات 18
- حج و عمرہ سے پہلے ضروری ہدایات 20
- شرک 21

- داڑھی منڈوانا 21
- سونے کی انگوٹھی پہننا 21
- بعض کاموں کی شرعی اجازت اور عوام کا حد سے تجاوز 27
- احتلام کے علاوہ عام غسل کے لیے بھی سر کو ملنا 28
- سر کھجانا 28
- بال کٹوا کر سینگی لگوانا 28
- خوشبو سونگھنا اور ٹوٹا ہوا ناخن اتارنا 29
- خیمے یا کیمپ وغیرہ کے ذریعے سایہ حاصل کرنا 29
- تہبند پر بیلٹ وغیرہ باندھنا 29
- احرام سے پہلے 30
- احرام اور اس کی نیت 32
- میقات (احرام پہننے کی مقررہ جگہ) 32
- ذُوالحُلَیْفَه 33
- جُحْفَه 33
- قرنِ منازل 34
- یَلَمْلَم 34
- ذاتِ عرق 34
- حج تمتع کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان 34

- شرط بندی 35
- وادی عقیق میں نماز پڑھنا 36
- بلند آواز سے لبیک کا ورد کرنا 37
- مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل 42
- طواف زیارت 43
- حجر اسود کی فضیلت 44
- طواف کا طریقہ 45
- حجر اسود اور دروازے کے درمیان چمٹنا 47
- ماہواری کی حالت میں عورت طواف نہ کرے 48
- آب زم زم کی فضیلت 49
- صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا 50
- عمرہ کرنے کے بعد 53
- یوم ترویہ (8 ذوالحجہ) کو حج کا احرام پہننا 53
- میدان عرفات کی طرف روانگی 54
- میدان عرفات میں قیام 55
- میدان عرفات سے روانگی 57
- مزدلفہ میں نماز فجر 58
- 10 ذوالحجہ کی عبادات 58

- رمی کرنا (کنکریاں مارنا) 58
- قربانی 61
- طوافِ افاضہ 66
- منیٰ میں رات بسر کرنا اور 11,12,13 ذوالحجہ کی عبادات 68
- منیٰ میں رات نہ گزارنا 70
- دو دن کی کنکریاں ایک دن مارنا 70
- معذور، رات کے وقت بھی کنکریاں مار سکتا ہے 70
- بیت اللہ میں طواف اور نماز کا ثواب 72
- طوافِ وَداع 73
- مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی زیارت 75
- حج اور عمرہ کی دعائیں 77
- حج کے احرام کی دعا 77
- عمرے کے احرام کی دعا 77
- مشروط احرام کے الفاظ 77
- احرام پہننے کے بعد دورانِ سفر کعبہ شریف تک 77
- رکنین کے درمیان کی دعائیں 77
- مسجد حرام، مسجد نبوی اور دیگر مساجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا 78
- کعبہ کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا 78

* طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی دعا 78
* مقام ابراہیم کی دعا 78
* صفا ومروہ کی دعا 78
* صفا ومروہ پر کھڑا ہو کر قبلہ رخ ہو کر یہ دعائیں پڑھے 79
* میدان عرفات کی دعا 79
* مَشْعر حرام کی دعا 79
* کنکریاں مارتے وقت کی دعا 79
* اونٹ یا کوئی اور جانور ذبح کرتے وقت کی دعا 80
* مسجد حرام، مسجد نبوی اور دیگر مساجد سے نکلنے کی دعا 80

عرض مترجم

حج بیت اللہ، ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے جسمانی و مالی عبادت پر مشتمل یہ رکن عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے اور وہ بھی صاحب استطاعت افراد پر، اس لیے اس کے احکام اکثر وبیشتر مسلمانوں کے لیے اجنبی ہیں۔

ہر دور میں علماء اسلام نے فریضہ دعوت سے سبکدوش ہونے کے لیے ''مناسک حج'' پر مشتمل تصانیف مرتب کیں تاکہ تقاضائے وقت کے مطابق لوگوں کے لیے انہیں سیکھنا آسان ہوجائے۔عصر حاضر کے مایہ ناز محدث شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ [1] نے اس موضوع پر اپنے تحقیقی انداز کے ساتھ ''مناسك الحج والعمرة'' کے نام سے ایک مختصر کتاب تصنیف کی ہے جو دراصل انہیں کی مفصل تصنیف ''حَجَّةُ النَّبِيّ ﷺ كَمَا رَوَاهَا عَنْهُ جابر'' کا خلاصہ ہے۔ اس میں انہوں نے حجِ بیت اللہ، عمرہ اور زیارتِ حرمینِ شریفین سے متعلق تمام تر مسائل قرآن وحدیث کے حوالے سے آسان اور عام فہم انداز میں باترتیب بیان

---

[1] شیخ موصوف کی زندگی میں اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا گیا تھا۔ اب وہ دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ ان کی حیات و خدمات کا خلاصہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

فرمائے ہیں۔ اور حتی المقدور الفاظِ حدیث کی پابندی کی ہے۔ علمی حلقوں میں یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جناب موصوف تحقیق حدیث کے سلسلہ میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں ہر بات باحوالہ صحیح سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔ اس لیے اس کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔ اسی افادیت کے پیش نظر اس کا ترجمہ اردو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ یہ ترجمہ 1985ء میں کیا گیا تھا۔ بوجوہ اسے شائع نہیں کیا جا سکا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب اسے قارئین کے سامنے پیش کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

یہ بات زیرِ نظر رہے کہ مصنف نے تمام تر حوالہ جات اپنی ذاتی کتابوں میں سے دیئے تھے۔ انہیں مزید آسان بنانے کے لیے اصل کتابوں کی طرف منسوب کرتے ہوئے کتاب، باب اور حدیث نمبر دے کر ذکر کیا گیا ہے۔ باقی تمام تر متن وحواشی مصنف کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ترجمہ و تخریج کی ادنیٰ کوشش کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

2 فروری، 1999ء

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے سوانح حیات اور علمی وتحقیقی خدمات

مناسب ہوگا کہ قارئین کے لیے مصنف کی شخصیت، علمی مرتبہ اور گراں قدر خدمات کو مختصر الفاظ میں بیان کر دیا جائے۔ آپ کے شاگردوں میں سے شیخ محمد بن ابراہیم شیبانی نے "حَيَاةُ الْأَلْبَانِيِّ وَ آثَارُهُ وَثَنَاءُ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِ" کے نام سے مستقل کتاب تحریر کی، اسی طرح شیخ مجذوب نے "مُوْجَزَةٌ عَنْ حَيَاةِ الشَّيْخِ نَاصِرِالدِّيْنِ" کے عنوان سے ایک کتابچے میں آپ کے سوانح حیات قلم بند کیے۔ علاوہ ازیں مختلف عربی اور اردو رسائل وجرائد میں بھی شیخ کے حالات زندگی شائع ہوئے۔ انہی سے اقتباسات لے کر کچھ حالات یہاں ذکر کیے جا رہے ہیں۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات:

شیخ ناصر الدین 1914ء میں البانیہ کے دارالخلافہ "اشقودرہ" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام 'الحاج نوح نجاتی' تھا۔ وہ حنفی عالم تھے اور اپنی دعوتی خدمات' دروس اور تقاریر کے باعث لوگوں میں عزت وشرف اور بلند مقام حاصل

کر چکے تھے۔ شیخ کا گھرانہ اگرچہ غریب تھا مگر دین پر قائم اور علمی اشتیاق کا حامل تھا۔ البانیہ کا اقتدار جب ''شاہ احمد زوغو'' کے ہاتھ آیا تو پوری سلطنت پر بے دینی اور مغربیت رفتہ رفتہ رواج پا گئی ،لوگوں نے انگریزی لباس زیب تن کر لیا، عورتوں نے پردہ اتار دیا۔ ان حالات میں شیخ کے والد نے اپنے دین کی حفاظت اور اخروی نجات کی غرض سے ہجرت کر کے شام کے دارالخلافہ دمشق کو اپنا مسکن بنا لیا۔

تعلیم و تربیت:

شیخ کچھ دیر دمشق کے "مدرسة الاسعاف الخيرية الا بتدائية" میں تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن پھر اس مدرسے میں آگ لگ جانے کے باعث ''سوقِ ساروجہ'' کے ایک مدرسے میں داخل ہو گئے۔ مدارس کے مروجہ تعلیمی نظام پر غیر مطمئن ہونے کے باعث شیخ کے والد نے خود ان کے لیے ایک تعلیمی پروگرام بنایا جو کہ صرف' نحو' قرآن' تجوید اور فقہ حنفی پر مشتمل تھا۔ شیخ نے اپنے والد کے رفقاء' جو کہ اپنے زمانے کے شیوخ تھے' سے بھی تعلیم حاصل کی ،مثلاً شیخ راغب طباغ رحمہ اللہ سے آپ نے ان کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی تھی۔ اس طرح شیخ سعید برھانی رحمہ اللہ سے آپ نے فقہ حنفی کی معروف کتاب ''مراقي الفلاح" پڑھی تھی۔

شیخ کی عمر جب بیس سال ہوئی تو "مجلة المنار" جو کہ شیخ محمد رشید رضا کی زیر نگرانی شائع ہوتا تھا' آپ کے مطالعہ سے گزرا۔ یہی وہ علمی وتحقیقی رسالہ ہے

جس کے ذریعے آپ علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابتدائی دور میں شیخ نے گھریلو ضروریات کی تکمیل کے لیے گھڑیوں کی مرمت کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا، لیکن علم حدیث میں رغبت کے بعد جمعہ اور منگل کے سوا روزانہ صرف تین گھنٹے گھڑیوں کی مرمت کا کام کرتے باقی مکمل دن تقریباً چھ گھنٹے علم حدیث کے حصول اور تالیف و تصنیف کے لیے ''المکتبة الظاهرية'' میں موجود مختلف کتب و مخطوطات کا مطالعہ کرتے رہتے۔

یہ لائبریری آپ کے لیے بہت بڑی نعمت ثابت ہوئی کیونکہ جب بھی آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی اور وہ آپ کو اپنے والد کے ذاتی کتب خانے (جو کہ زیادہ تر حنفی مسلک کی کتب پر مشتمل تھا) سے نہ ملتی اور آپ کے پاس اسے خریدنے کی بھی طاقت نہ ہوتی تو اس لائبریری میں تلاش کرنے سے آپ کو مل جاتی۔ آپ کی محنت، جدوجہد اور علمی شوق دیکھتے ہوئے اس لائبریری کے علاوہ بعض دیگر لائبریریوں کے منتظم بھی آپ کو کچھ مدت کے لیے ادھار بلا اجرت کتابیں دے دیا کرتے تھے جس سے آپ استفادہ کر لیتے۔ حدیث پر شیخ کی اس قدر محنت اور شغف کو دیکھ کر آپ کے والد اکثر خائف رہتے اور یہ کہتے رہتے کہ ''علم حدیث تو مفلس لوگوں کا فن ہے۔''

لیکن شیخ رحمہ اللہ کا شوقِ حدیث روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا حتیٰ کہ آپ ''المکتبة الظاهرية'' میں روزانہ بارہ بارہ گھنٹے مطالعہ میں ہی مصروف رہتے۔ دریں اثنا صرف نمازوں کے لیے ہی باہر نکلتے۔ اکثر اوقات تو آپ تھوڑا بہت کھانا

مکتبہ میں ہی تناول فرما لیتے۔ آپ کا یہ شوق دیکھ کر لائبریری کی انتظامیہ نے آپ کے لیے ایک کمرہ مخصوص کر دیا جس میں آپ کے لیے ضروری کتب بھی فراہم کر دی گئیں۔ آپ صبح سویرے ملازمین سے بھی پہلے لائبریری میں پہنچ جاتے اور پھر عشاء کے بعد واپس آتے۔ ہروقت کتاب پر نظر رکھتے ،اگر کوئی شخص آپ سے مسئلہ دریافت کرتا تو اکثر اوقات کتاب سے نظر ہٹائے بغیر ہی جواب دے کر فارغ کر دیتے۔

اس محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں سب سے پہلے آپ نے جو کام کیا وہ امام عراقی کی کتاب "المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج ما فی الإحیاء من الأخبار" پر تعلیقات وحواشی ہیں۔

دعوت حق اور علمی پروگرام:

چونکہ آپ کے والد حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور اکثر مسائل میں آپ کے مخالف تھے اس لیے آپ کی دعوت اس مسلک پر تنقید سے شروع ہوئی۔ آپ بے خوف وخطر یہ بات واضح کر دیتے کہ جب کسی مسئلے میں حدیث ثابت ہو جائے تو پھر کسی امام کی اتباع جائز نہیں ۔ دعوت الی اللہ کے سلسلے میں شیخ رحمہ اللہ اپنے دوستوں اور میل جول رکھنے والوں کے ساتھ ایک جگہ پر مخصوص دن میں شرعی مسائل پر گفتگو کرتے ۔جس طرح لوگ بڑھتے گئے اس طرح جگہ بھی تبدیل کی جاتی رہی بالآخر ایک گھر کرائے پر لیا گیا،لیکن وہ بھی بعد میں کم پڑ گیا۔

رفتہ رفتہ علاقے میں شیخ رحمہ اللہ کی کافی شہرت ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ

حاسدین کی ایک جماعت بھی تیار ہوگئی جن کے من گھڑت الزامات اور جھوٹی گواہیوں کے باعث شیخ رحمہ اللہ کو دو بار جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اس دوران اگر کوئی اختلافی مسئلہ پیش آجاتا تو کسی متعصب مسلکی عالم کے پاس سوائے شور وغوغا اور گستاخ وہابی کہنے کے شیخ رحمہ اللہ کے مقابلے میں کوئی ثبوت و دلیل نہ ہوتی۔

شیخ رحمہ اللہ نے مختلف علمی محفلوں کا بھی انعقاد کیا جن میں مدارس کے طلباء و اساتذ سمیت خواتین بھی شرکت کرتیں۔ ان محفلوں میں جن کتب کے دروس دیے جاتے ان میں فقہ السنۃ از سید سابق ، الترغیب والترھیب از حافظ منذری ، الروضة الندية از نواب صدیق حسن خان، مصطلح التاریخ از اُسد رستم ، اصول الفقه از عبدالوهاب خلاف، منهاج الاسلام فی الحکم از محمد اُسد ، الحلال والحرام از یوسف قرضاوی، فتح المجید شرح کتاب التوحید از عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ، الباعث الحیثیت از احمد شاکر، ریاض الصالحین از امام نووی، الالمام فی احادیث الأحکام از ابن دقیق العید، الأدب المفرد از امام بخاری اور اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مدینہ یونیورسٹی میں تقرری:

شیخ کی تصنیفات ان کی شہرت کا باعث بنیں ، بالخصوص اس لیے کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں جو منہج اپنایا تھا وہ خالص کتاب سنت ہی تھا۔ ہر مسئلے میں صرف انہی دونوں کو معیار و میزان بنایا گیا تھا۔ اس لیے جب مدینہ یونیورسٹی

''الجامعۃ الاسلامیہ'' قائم ہوئی تو اس کے چانسلر اور مفتی اعظم سعودی عرب شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ نے جامعہ میں علوم حدیث پڑھانے کے لیے انہیں کو منتخب کیا۔ آپ 1961ء سے 1964ء تک تین سال جامعہ میں فرائض تدریس سر انجام دیتے رہے۔

دورانِ تدریس شیخ فارغ اوقات اور پریڈز کے وقفوں میں بھی طلباء کے درمیان بیٹھ کر علمی مباحث میں مشغول رہتے۔اس قدر محنت اور طلباء سے نہایت شفقت کے باعث اکثر طلباء آپ سے نہایت والہانہ محبت کرنے لگے اور ہر وقت آپ کے اردگرد جمع رہتے۔

مقام ومرتبہ اور علماء کی آراء:

علم حدیث میں شیخ کی گراں قدر اور ناقابل فراموش مساعی کے نتیجے میں مختلف ممالک میں آپ کا شہرہ ہوگیا۔جس کی بنا پر آپ کو مختلف ممالک مثلاً: مصر، مراکش، انگلینڈ، قطر، متحدہ عرب امارات اور متعدد یورپی ممالک میں دروس وخطبات اور کانفرنسز میں شرکت کے لیے مدعو کیا گیا۔

شیخ مختلف مجالس اور کمیٹیوں کے رکن بھی رہے مثلاً نشر واشاعت کے لیے مصر وشام کی مشترکہ کمیٹی ''لجنۃ الحدیث'' کے رکن تھے۔آپ مدینہ یونیورسٹی کی مختلف کمیٹیوں کے بھی رکن تھے۔سعودی فرمانروا شاہ خالد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ یونیورسٹی کی سپریم کونسل کے لیے آپ کو ممبر منتخب کیا تھا۔اور جامعۃ اُم القریٰ میں ''قسم الدراسات العلیا (Higher Studies) کے شعبہ حدیث کی

نگرانی وسرپرستی کے لیے بھی آپ کو دعوت دی گئی۔

شیخ کے پاس دور دراز کے علاقوں اور بیشتر ممالک سے بڑے بڑے اہل علم اپنے مسائل کے حل کے لیے آتے اور آپ انہیں ایسے تسلی بخش جواب فراہم کرتے کہ کتابوں کے جلد نمبر اور صفحہ نمبر تک کی وضاحت کر دیتے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کو اپنے ہم عصر علما میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ شیخ کے متعلق معاصر علماء مثلاً:

شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، سید محب الدین خطیب، ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر، شیخ شنقیطی، شیخ مقبل الوداعی، شیخ عبدالصمد شرف الدین، شیخ زید بن عبدالعزیز الفیاض، شیخ البناء مصری، جیسے نامور علماء نے ناقابل فراموش الفاظ میں خراج تحسین دیا۔

شیخ کے مشہور شاگرد:

شیخ کے شاگردوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کے شاگرد تصنیف وتحقیق، تدریس اور دعوت تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ ان میں سے شیخ محمد بن جمیل زینو، شیخ خلیل عراقی الحیانی، ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر، شیخ مصطفیٰ الزربول، شیخ عبدالرحمٰن البانی، شیخ مقبل بن ہادی الوادعی، شیخ زہیر شاویش، شیخ علی خشان، شیخ خیرالدین وائلی، شیخ عبدالرحمٰن عبدالصمد، شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق، شیخ محمد عید عباسی، شیخ حمدی عبدالمجید سلفی، شیخ محمد ابراہیم شقرۃ، شیخ مشہور حسن آل سلمان اور شیخ علی حسن حلبی قابل ذکر ہیں۔

شیخ کی تصنیفات' تعلیقات اور تخریجات:

شیخ کی تصنیفات ،تعلیقات اور تخریجات سینکڑوں کی تعداد میں ہیں ان میں سے: صفة صلاة النبی ، أحکام الجنائز ، تمام المنّة فی التعلیق علی کتا ب فقه السنة للسید سابق، حجاب لمرأة المسلمة فی الکتاب والسنّة، سلسلة الأحادیث الصحیحة وشیئ من فقهها، سلسلة الأ حادیث الضعیفة والموضوعة وأثرها السیئ فی الأمة، صحیح وضعیف سنن أربعه، صحیح وضعیف الترغیب الترهیب، مختصر صحیح البخاری، مختصر صحیح مسلم ، معجم الحدیث النبوی ، أحکام الجنائز ، تحقیق مشکاة المصابیح للتبریزی، صحیح الجامع الصغیر وزیادته (الفتح الکبیر) للسیوطی ، إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل لابن ضویان زیادہ مشہور ہیں۔

سانحہ وفات:

ایک عرصہ سے مسلسل بیمار رہنے کے باعث شیخ بے حد کمزور ونحیف ہو گئے تھے۔لیکن حدیث سے والہانہ محبت کی وجہ سے آپ نے اپنی تصنیفی سرگرمیوں سے پھر بھی ہاتھ نہیں کھینچا اور جب خود لکھنے کی طاقت نہ ہوتی تو اپنے بیٹوں اور پوتوں سے لکھوا لیتے۔ شیخ کے ایک شاگرد علی بن حسن حلبی کے بقول ''آخری ایام میں اگرچہ شیخ کا جسم بہت کمزور پڑ گیا تھا لیکن ابھی تک سلیم العقل اور پختہ قوتِ

حافظہ کے مالک تھے۔"

بالآخر علمی بصیرت کا یہ روشن ستارہ بھی دیگر چمکتے ستاروں کی طرح تین 3اکتوبر 1999ءکو اردن میں غروب ہوگیا۔ شیخ کے سانحہ ارتحال کے بعد آج ساری دنیا میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو ان کے لیے باعث نجات بنائے اور انہیں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے۔

و یرحم اللہ عبدًا قال آمینا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج وعمرہ سے پہلے ضروری ہدایات

از: محدث البانی رحمہ اللہ

ذیل میں چند ایک نصیحت آمیز باتیں درج ہیں۔ حج یا عمرہ شروع کرنے سے پہلے حجاج کرام کو انہیں ملحوظ رکھنا ہوگا۔

1: حجاج کرام کو چاہیے کہ وہ خداخوفی کو اپنا شعار بنالیں اور حتی المقدور حرام چیزوں سے بچیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ ﴾ (البقرة:۱۹۷)

''حج کے مہینے جانے پہچانے ہیں۔ جو شخص ان میں حج کرنا طے کر لے وہ نہ جنسی گفتگو کرے، نہ اللہ کی نافرمانی کرے اور نہ حج کے دوران لڑائی جھگڑا کرے۔''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ''[1]

''حج مبرور (یعنی مذکورہ شرائط والے حج) کی جزا جنت ہی ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الحج، باب العمرة، وجوب العمرة وفضلها، حدیث:۱۷۷۳.

لہٰذا مندرجہ ذیل کاموں سے مکمل اجتناب کرنا ہوگا۔ کیوں کہ بعض لوگ لاعلمی یا گم راہی کے باعث ان میں مبتلا ہیں:

(الف) شرک:

بہت سے لوگ غیر اللہ سے فریاد، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انبیاء و صالحین سے استعانت و دعا کر کے اور احتراماً ان کی قسم اٹھا کر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ حج جیسے عمل کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴾ (الزمر:٦٥)

''اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل ہر صورت تباہ ہو جائیں گے۔''

(ب) داڑھی منڈوانا:

داڑھی منڈوانا گناہ ہے کیوں کہ اس میں چار لحاظ سے شریعت کی مخالفت ہے۔

(ج) سونے کی انگوٹھی پہننا:

سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ خصوصاً جسے آج کل ''منگنی کی انگوٹھی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں عیسائیوں سے مشابہت بھی ہے۔

2: جو حجاج اپنے وطن سے قربانی کا جانور ساتھ نہ لے جا رہے ہوں وہ حج تمتع کی نیت کریں [1] (یعنی احرام پہنتے وقت صرف عمرے کی نیت کریں تاکہ عمرے

---

[1] آج کل حجاج کا یہی معمول ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی حاجی اپنے ساتھ قربانی لے جاتا ہے۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔ لہٰذا ایسا کرنے والے کو روکا نہیں جا سکتا۔ جو لوگ قربانی بھی ساتھ

کے بعد حج کے لیے الگ احرام پہنا جائے) کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو آخر میں یہی حکم دیا تھا۔ جن صحابہ نے آپ کے حکم کی تعمیل میں حج کو عمرے میں فوراً تبدیل نہیں کیا تھا آپ ان پر ناراض ہو گئے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" ❶

''قیامت تک کے لیے عمرہ، حج میں شامل ہو گیا ہے۔''

نیز جب بعض صحابہ نے آپ سے استفسار کیا تھا کہ آیا یہ تمتع صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا تھا:

"دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ، لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ." ❷

⇦ ساتھ نہیں لے جاتے اور حج قران (ایک احرام کے ساتھ حج وعمرہ) یا حج مُفرد کرتے ہیں (یعنی حج کو عمرے کے ساتھ نہیں ملاتے بلکہ صرف حج کا احرام پہنتے ہیں)، اگرچہ یہ بات ان پر گراں گزرے، وہ آپ ﷺ کے قول اور فعل دونوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فتویٰ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو: صحيح مسلم : كتاب الحج،باب تقليد الهدى وأشعاره عندا لإحرام (حديث ١٢٤٤)، مسنداحمد ص٣٤٢، ٢٧٨ ج١۔ [حديث :١٥١٣]۔

❶ سنن ابو داؤد: كتاب المناسك ، باب افرادالحج [حديث ١١٩٠]۔

❷ سنن ابو داؤد :كتاب المناسك ، باب صفة حج النبى ﷺ، حديث ١٩٠٥۔

''قیامت تک لیے عمرہ، حج کا حصہ بن گیا ہے [اس سال کے لیے | نہیں ، بلکہ ہمیشہ کے لیے [اس سال کے لیے] نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔''

اسی بنا پر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام ازواج مطہرات کو حج کے وقت عمرہ کے بعد احرام سے آزاد ہو جانے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے:

''جس شخص نے بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ احرام سے آزاد ہو گیا۔ یہ تمہارے پیغمبر کی سنت ہے خواہ تمہیں ناگوار گزرے۔'' ❶

جو حاجی ،قربانی ساتھ نہ لے جا رہا ہو وہ حج کے تینوں مہینوں (شوال ، ذی قعدہ۔ ذی الحج) میں عمرے کا احرام پہنے۔ جو حج مُفرَد (یعنی صرف حج کرنے) یا حج قِران (یعنی حج اور عمر ملا کر کرنے) کا احرام پہن چکا ہو پھر اسے نبی کریم ﷺ کا، حج کو عمرے میں بدلنے کا حکم معلوم ہو جائے اسے فوراً سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ اگر مکہ مکرمہ پہنچ کر صفا و مروہ کی سعی بھی کر چکا ہو تب بھی احرام اتار دے اور دوبارہ یوم تَرْوِیہ (یعنی آٹھ ذوالحجہ) کو حج کا احرام پہنے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:
''إِنَّ اللهَ قَدْ أَدْخَلَ عَلَيْكُمْ فِيْ حَجِّكُمْ هٰذَا عُمْرَةً، فَإِذَا قَدِمْتُم فَمَن تَطَوَّفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَاوَ الْمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ اِلاَّمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ۔'' (سنن ابوداؤد، كتاب المناسك 'باب فى الاقران، حديث: ١٨١)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَ لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ج ...﴾ (الأنفال:٢٤)

''اے ایمان والو! اللہ و رسول کی دعوت پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی دعوت دے رہا ہے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جایا کرتا ہے، اور یاد رکھو کہ اسی کی طرف تمہارا اکٹھا ہونا ہے۔'' [1]

3: عرفہ کی رات (یعنی آٹھ اور نو ذوالحجہ کی درمیانی رات) منیٰ میں گزارنا کسی صورت نہ رہے۔ کیونکہ یہ فرض ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے ایسے کیا اور ان الفاظ کے ساتھ ایسا کرنے کا حکم بھی دیا:

''خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ.''

''مجھ سے حج کی عبادات سیکھ لو۔''

اسی طرح مزدلفہ میں رات گزارنا اور نماز فجر پڑھنے تک ٹھہرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر وہاں رات گزارنا رہ جائے تو نماز فجر وہاں پڑھنا کسی صورت نہ رہے۔ کیونکہ یہ رات گزارنے سے زیادہ اہم ہے۔ بلکہ محققین علماء کے راجح نظریہ کے

---

[1] حضرت عمر اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حج مفرد کو افضل قرار دینا اس کے منافی نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے اصل کتاب ''حَجَّةُ النَّبِي ﷺ كَمَا رَوَاهَا عنه جابر'' ملاحظہ ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان کا مقصد، حج کے لیے علیحدہ اور عمرے کے لیے علیحدہ سفر کرنا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد نمبر ٢٦ میں قابل قدر بحث کی طرف رجوع کریں)

مطابق یہ حج کا رُکن ہے۔ البتہ عورتیں اور بوڑھے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ آدھی رات کے بعد واپس آسکتے ہیں۔

4: مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گزرنے سے مقدور بھر پرہیز کیا جائے۔ دیگر مساجد میں اس کی ممانعت اور بھی شدید ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

" لَوْ يَعْلَمُ المَارُّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْراً لَّهُ مِنْ أَن يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ." (1)

''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس [غلطی] کے گناہ کا علم ہو جائے تو وہ چالیس [سال] تک اس کے سامنے ٹھہرا رہنے کو ترجیح دے۔''

یہ ایک عام حکم ہے جو ہر گزرنے والے اور نمازی کے لیے یکساں ہے۔ مسجد حرام میں گزرنے کے استثناء کی دلیل پایہ صحت کو نہیں پہنچ سکی۔ لہٰذا اس میں بھی دیگر مساجد کی طرح سُترے کا اہتمام ضروری ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں وارد احادیث عام ہیں اور اس ضمن میں بعض صحابہ سے آثار بھی منقول ہیں۔

5: اربابِ علم و دانش کا فرض ہے کہ وہ حجاج کرام کو ہر ممکن مناسک و احکام حج کی تعلیم کتاب و سنت کے مطابق دیتے رہیں۔ حج کی مصروفیت انہیں پیغام توحید لوگوں تک پہنچانے سے نہ روکے یہی اسلام کی اساس ہے اور انبیاء کی بعثت اور کتابوں کو نازل کرنے کا مقصد ہے۔ اکثر و بیشتر علم کے دعوے دار، جن سے

(1) بخاري، حديث: ٥١.

ہمیں ملاقات کا موقع ملا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی وحدانیت کی حقیقت کے ادراک سے حد درجہ کورے پائے گئے۔

اسی طرح اس سلسلہ میں بھی وہ لوگ مکمل غافلانہ کیفیت کا شکار ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف گروہ اور مذہبی اختلافات ہوتے ہوئے بھی انہیں عقائد و احکام، اخلاق ومعاشرت اور سیاست ومعیشت وغیرہ زندگی کے مختلف شعبوں میں کتاب وسنت پر مبنی باہمی اتحاد اور شیرازہ بندی کی سخت ضرورت ہے۔ انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اس اساس قدیم اور صراط مستقیم سے ہٹ کر اٹھنے والی کوئی بھی آواز یا اصلاحی تحریک مسلمانوں کو انتشار وافتراق اور ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتی۔ موجودہ حالات اس پر شاہد عدل ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

بوقت ضرورت احسن پیرائے میں مباحثہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ دوران حج جس مباحثے سے منع کیا گیا وہ غلط بحث ومباحثہ ہے۔ جس سے ممنوعہ فسق وفجور کی طرح دوران حج بھی روک دیا گیا ہے اور حج کے علاوہ بھی۔ لہٰذا:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط﴾ (النحل:125)

اور دیگر آیات میں مأمور مباحثہ بالکل مختلف ہے۔ علاوہ ازیں اگر داعی حق کو مخالف سے، اس کے تعصب وعناد کے باعث یہ محسوس ہو کہ مباحثہ بے فائدہ ہے یا اسے مسلسل جاری رکھنے سے ناجائز کے ارتکاب کا اندیشہ ہے تو اسے گفتگو ترک

کردینی چاہیے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا"

"جو شخص حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا نہ کرے میں اس کے لیے جنت کے زیریں حصہ میں ایک گھر دیئے جانے کا ضامن ہوں۔"[1]

بعض کاموں کی شرعی اجازت اور عوام کا حد سے تجاوز

ایک داعی حق کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عام لوگوں کو بالعموم اور حجاج کرام کو بالخصوص آسانی کی راہ دکھانا اپنا فریضہ سمجھے کیونکہ سہولت پیدا کرنا شریعت مطہرہ کا بنیادی اصول ہے۔ یہ اس وقت تک کارفرما رہتا ہے جب تک اس کے مخالف کوئی شرعی حکم ثابت نہ ہوجائے۔ شرعی حکم ثابت ہوجانے پر بذریعہ قیاس آسانی پیدا کرنا ناجائز ہے۔ یہ ایک متوسط راستہ ہے جس پر ہر داعی کو کاربند رہنا چاہیے اس کے بعد لوگوں کی موشگافیوں اور تبصرہ جات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

کچھ کام بالکل جائز ہیں لیکن بعض حجاج کرام مذکورہ بالا اصول کو بالائے طاق رکھ کر علماء کرام کے جاری کردہ فتاویٰ کے باعث تنگی میں پڑ جاتے ہیں۔

یہاں ہم ان کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں:

---

[1] صحیح الجامع الصغیر ج ١ ص ٣٠٦، حدیث ١٤٦٤۔ ٦٥١.

❶ احتلام کے علاوہ عام غسل کے لیے بھی سر کو ملنا:

یہ صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ❶

❷ سر کھجانا:

حالت احرام میں سر کھجانا جائز ہے، خواہ اس سے سر کے کچھ بال بھی گر جائیں۔ یہ بھی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے ثابت ہے اور یہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہے۔

❸ بال کٹوا کر سینگی لگوانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں سر کے درمیان میں سینگی لگوائی تھی اور یہ بال کٹوائے بغیر ممکن نہیں ہے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں اور حنبلیوں کا بھی یہی موقف ہے لیکن انہوں نے ایسا کرنے والے پر فدیہ (جانور ذبح کرنا) لازمی قرار دیا ہے، حالانکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

بلکہ مذکورہ دلیل کے پیش نظر یہ موقف محل نظر ہے۔ کیونکہ اگر آپ نے فدیہ دیا ہوتا تو راوی اسے ضرور بیان کرتا۔ لہٰذا فدیے کو چھوڑ کر صرف سینگی کا تذکرہ اس

---

❶ صحیح بخاری:کتاب جزاء الصید، باب الاغتسال للمحرم، حدیث: ۱۸۴۰۔ صحیح مسلم :کتاب الحج ' باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، حدیث:۱۲۰۵۔ سنن ابوداؤد:کتاب المناسك، باب المحرم یغتسل، حدیث :۱۸۴۰.

بات کا ثبوت ہے کہ آپ نے یہ ادا نہیں کیا۔ اس لیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف درست ہے۔

4 خوشبو سونگھنا اور ٹوٹا ہوا ناخن اتارنا:

اس سلسلہ میں کئی آثار موجود ہیں۔

5 خیمے یا کیمپ وغیرہ کے ذریعے سایہ حاصل کرنا:

یہ تو آپ کے دور ہی سے ثابت ہے۔ چھتری کے ذریعے یا کار وغیرہ میں بیٹھ کر سایہ حاصل کرنے پر فدیہ واجب قرار دینا تشدد ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ عقل سلیم بھی ان چیزوں میں فرق روا نہیں رکھتی۔ منار السبیل (١/٢٤٦) کے مطابق امام احمد کی ایک روایت میں بھی ثابت ہے لہٰذا لوگوں کا کار کی چھت کو اتار کر اس میں سوار ہونا دین میں بے جا تکلف ہے جس کی رب العالمین نے اجازت نہیں دی۔

6 تہبند پر بیلٹ باندھنا، اسے گانٹھ دینا یا انگوٹھی پہننا:

یہ کام آثار سے ثابت ہیں۔ کلائی گھڑی پہننا۔ عینک لگانا اور گردن میں پرس وغیرہ لٹکانا بھی یہی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ تمام کام مذکورہ بالا اصول کے ذیل میں آتے ہیں۔ بلکہ بعض مرفوع احادیث اور موقوف آثار سے بھی ثابت ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرۃ:١٨٥)

''اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتے ہیں اور وہ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتے۔''

احرام سے پہلے

1: بہتر یہ ہے کہ عازم حج وعمرہ، خواہ عورت ماہواری یا زچگی کے ایام میں ہی کیوں نہ ہو، احرام سے پہلے غسل کر لے۔

2: اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق لباس پہنے۔ بشرطیکہ وہ جسم کے اعضاء کے مطابق سلا ہوا نہ ہو۔ اسی کو فقہاء اَن سلا لباس کہتے ہیں۔ لہٰذا مرد چادر اور تہبند وغیرہ پہن لے۔ اسی طرح جوتا بھی پہن لے۔ ہر وہ جوتا پہننا جائز ہے جو پاؤں کو تحفظ دے اور ٹخنے نہ ڈھکے۔

3: ٹوپی اور پگڑی وغیرہ ایسی چیز نہ پہنے جس کا براہ راست سر سے تعلق ہو۔

یہ تو ہے مرد کا لباس، لیکن جہاں تک عورت کا تعلق ہے وہ اپنے شرعی لباس میں سے کوئی چیز نہ اتارے۔ تاہم چہرے پر نقاب، برقعہ اور رومال وغیرہ نہ باندھے اور نہ دستانے پہنے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

''محرم قمیص، پگڑی، چوغہ، شلوار اور زعفران وورس لگا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا اور نہ ہی موزے پہن سکتا ہے۔ البتہ اگر جوتا دستیاب نہ ہو تو موزے پہنے جا سکتے ہیں۔''[1]

---

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ٹخنوں سے اوپر والا حصہ کاٹ دینا ضروری نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے پہلے پہل موزے کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ بعد میں میدان عرفات میں آپ نے اس شخص کو شلوار اور موزے پہننے کی اجازت دے دی تھی جسے تہبند اور جوتا میسر نہ ہو۔ ان دو مختلف نظریوں میں سے صحیح ترین نظریہ یہی ہے۔''

''محرم عورت نہ نقاب پہنے اور نہ دستانے پہنے۔''[1]

عورت اپنا چہرہ ڈھکنے کے لیے دوپٹہ یا چادر اپنے سر کے اوپر سے اپنے چہرے پر لٹکا سکتی ہے۔ راجح نظریہ کے مطابق چہرے پر کپڑا لگنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ تاہم (مستقل پردے کی حیثیت سے) چہرے پر باندھ نہیں سکتی۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

4: میقات (یعنی مقررہ جگہ) سے پہلے، حتی کہ گھر سے بھی، احرام پہنا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اس میں بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنے والے حجاج کے لیے آسانی بھی ہے۔ کیوں کہ وہ میقات کے عین موقعہ پر احرام نہیں پہن سکتے۔ لہٰذا وہ لباس احرام میں جہاز پر سوار ہو سکتے ہیں۔ تاہم انہیں چاہیے کہ وہ میقات پر پہنچنے سے کچھ دیر پہلے حالت احرام اختیار کر لیں۔ تاکہ کہیں وہ میقات سے احرام کی نیت کے بغیر نہ گزر جائیں۔

5: مرد اپنی پسند کی کوئی خوشبو لگا لیں، بشرطیکہ وہ رنگین نہ ہو، البتہ عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔ کیونکہ ان کے لیے رنگ دار یا خوشبو چیز ہی لگانا جائز ہے۔ نیز یہ بھی میقات پر پہنچ کر احرام کی نیت کرنے سے پہلے پہلے ہے۔ اس کے بعد سب کے لیے حرام ہے۔

---

[1] صحيح بخاري: كتاب جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، حديث:١٨٣٨

احرام اور اس کی نیت

6: میقات پر پہنچنے کے بعد حالت احرام میں آنا فرض ہے اور اس کے لیے دل میں پہلے سے موجود حج کا قصد وارادہ ناکافی ہے۔ کیونکہ ارادہ تو شہر سے نکلتے وقت بھی موجود تھا۔ بلکہ زبان اور عمل کے ساتھ مُحرِم ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا جب حاجی احرام کی نیت سے تلبیہ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُم لَبَّيْكَ ...) کہے گا تو وہ مُحرِم ہو جائے گا۔

7: تَلْبِيَہ سے پہلے کسی قسم کے الفاظ، مثلاً اے اللہ! میں حج /عمرہ کرنا چاہتا ہوں اسے میرے لیے آسان کر اور قبول فرما وغیرہ، ادا نہ کیے جائیں۔ کیوں کہ یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، اس کی حیثیت بعینہ وضوء، نماز اور روزے سے پہلے نیت باللفظ کرنے کی سی ہے اور یہ سب بعد کی پیداوار ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا مشہور ارشاد گرامی ہے:

"...... دین میں ہر نو پیدا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہر گمراہی کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔"

میقات (احرام پہننے کی مقررہ جگہ)

8: میقات پانچ ہیں:

① ذُوْ الْحُلَيْفَه ② جُحْفَه

③ قَرْنُ الْمَنَازِل ④ يَلَمْلَمْ

⑤ ذاتِ عِرق

یہ میقات یہاں رہنے والوں اور یہاں سے یا ان کے برابر سے حج /عمرہ کی

نیت سے گزرنے والوں کے لیے ہیں۔ جو لوگ ان سے آگے مکہ کی طرف رہتے ہیں ان کی احرام گاہ ان کے گھر ہی ہیں۔ یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ مکرمہ ہی سے احرام پہنیں گے۔

ذُوالحُلَیْفَہ:

یہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بستی ہے اور یہ مکہ مکرمہ سے تمام میقاتوں سے زیادہ دور ہے۔ مکہ مکرمہ اور اس کے درمیان چارسو بیس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یہاں سے مکہ مکرمہ کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول کئی راستے جاتے ہیں۔ اسے وادی عقیق کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور یہاں کی مسجد کو ''مسجد شجرہ'' کہتے ہیں۔ یہاں ایک کنواں ہے جسے ناواقف لوگ ''چاہِ علی'' کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہاں جنوں کو قتل کیا تھا اور یہ سفید جھوٹ ہے۔

جُحْفَہ:

یہ بھی ایک بستی ہے۔ اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین مراحل (186 کلومیٹر) کا فاصلہ ہے۔ یہ شام اور مصر والوں کا میقات ہے۔ ایک دوسرے راستے سے یہ اہل مدینہ کا بھی میقات ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ میقات شام، مصر اور مغرب کی سمت سے آنے والے تمام عازمین حج رعمرہ کے لیے ہیں۔ یہ آج کل بے آباد ہے۔ لہٰذا لوگ اس سے پہلے ہی ''رَابغ'' نامی جگہ سے احرام پہن لیتے ہیں۔

قرنِ منازل:

اسے قرنِ ثعالِب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے 78 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ اسے آج کل سیلِ کبیر کہا جاتا ہے۔

یَلَمْلَم:

یہ مکہ مکرمہ سے 120 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ اہل یمن کا میقات ہے۔ [1]

ذاتِ عرق:

یہ جنگل میں واقع ایک جگہ ہے اور نجد وتہامہ کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان 100 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یہ عراق والوں کا میقات ہے۔

حج تمتع کے متعلق رسول اللہ کا فرمان:

9: احرام کی نیت کے وقت اگر قارِن (یعنی حج اور عمرہ اکٹھا کرنے والا) ہو اور جانور ساتھ لا رہا ہو تو یہ الفاظ کہے:

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ."

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! حج وعمرہ کی نیت ہے۔''

اور اگر قربانی ساتھ نہ لایا ہو، افضل طریقہ بھی یہی ہے، تو بہرصورت صرف عمرے کا نام لے کر لبیک کہے گا اور الفاظ یہ ہوں گے:

---

[1] ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے جانے والوں کا بھی یہی میقات ہے۔ (مترجم)

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ."

''میں حاضر ہوں، اے اللہ! عمرے کا ارادہ ہے۔''

اگر حجِ مُفرَد کا نام لے کر لبیک کہہ چکا ہو تو اسے کالعدم قرار دے کر عمرے میں تبدیل کرے گا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ملاحظہ ہو:

"دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ."

''قیامت تک عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے۔''

یہ کہتے ہوئے آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"يَا آلَ مُحَمَّدٍ! مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِي حَجَّةٍ."[1]

''اے آلِ محمد! تم میں سے جو شخص حج کرے اسے عمرہ بمع حج کا احرام پہننا ہو گا۔''

اس کا نام حجِ تَمَتُّع (یعنی عمرے اور حج کے درمیان احرام کی پابندیاں نہ ہونے سے فائدہ اٹھانا) ہے۔

شرط بندی:

اگر بیماری یا جنگ جیسے کسے عارضے کا اندیشہ ہو تو مُحرِم مشروط طور پر بھی لبیک

[1] مسند احمد، حدیث ۲۶۶۹۳، ج۶ ص۳۱۷۔ صحیح ابن حبان: کتاب الحج، باب التمتع، حدیث ۳۹۲۰۔

کہہ کر نیت کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں تعلیم نبوی کے مطابق یہ الفاظ ادا کرے:

"اَللّٰھُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي." ❶

"اے اللہ! جہاں تو مجھے روک دے گا وہاں میری آزادگاہ ہوگی۔"

اگر کوئی شخص مشروط احرام پہنے، پھر اسے بیماری یا کوئی مجبوری لاحق ہو جائے تو وہ اپنے حج/عمرہ سے آزاد ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں نہ اس پر کوئی ہرجانہ عائد ہوگا اور نہ ہی اس پر آئندہ سال حج فرض ہوگا۔ البتہ اگر وہ فرض حج کے لیے جا رہا تھا تو اس کی قضا ضروری ہوگی۔

11: اِحرام کی کوئی مخصوص نماز نہیں ہے۔ البتہ اگر اِحرام سے پہلے کسی نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے نماز پڑھ لے پھر احرام کی نیت کرے۔ یہ اسوہ رسول ﷺ بھی ہے۔ کیوں کہ آپ نے نماز ظہر کے بعد احرام پہنا تھا۔

وادی عقیق میں نماز پڑھنا:

12: جن حجاج کا میقات ذُوْ الْحُلَيْفَه ہو (یعنی وہ مدینہ منورہ کی طرف سے آ رہے ہوں) ان کے لیے وادی عقیق میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یہ نماز احرام کی وجہ سے نہیں بلکہ جگہ کی خصوصیت اور برکت کے باعث ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ وادی عقیق میں فرما رہے تھے:

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر، حدیث ۱۲۰۷.

''آج رات میرے پروردگار کی طرف سے آنے والے نے آکر مجھے کہا ہے کہ اس بابرکت وادی میں نماز پڑھیں اور عمرہ مع حج کی صدادیں۔''

حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا ہے کہ:

''جب آپ ذوالحلیفہ میں شکمِ وادی میں خیمہ زن تھے آپ کو خواب میں کہا گیا کہ آپ ایک بابرکت وادی میں (مقیم) ہیں۔''❶

بلند آواز سے لَبَّیْك کا ورد کرنا:

13: (میقات سے روانگی کے وقت) قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جائے ❷ اور عمرہ یا حج یا حج مع عمرہ کا نام لے کر (نمبر ۹ میں) بیان کردہ طریقے کے مطابق لَبَّیْك کہے اور یہ الفاظ بھی ادا کرے:

''اَللّٰھُمَّ ھٰذِہِ حَجَّۃٌ لَا رِیَاءَ فِیْھَا وَلا سُمْعَۃَ.'' ❸

''اے اللہ! یہ ریا ونمود اور شہرت سے پاک حج ہے۔''

14: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ والے الفاظ ادا کیے جانے چاہئیں۔ (اور وہ دو

---

❶ صحیح بخاری :کتاب الحج ، باب قول النبی ﷺ "العقیق وادٍ مُبارك"، حدیث ١٥٣٤.

❷ صحیح بخاری : کتاب الحج ، باب الاھلال مستقبل القبلۃ۔ میں معلق روایت ہے۔ (حدیث ١٥٥٣) اور بیہقی نے اسے متصل ذکر کیا ہے۔

❸ اسے ضیاء مقدسی نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

طرح ہیں)

أ. ”لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ،لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ ،لَاشَرِیْكَ لَكَ.“

” حاضر یا اللہ میں حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں، میں بار بار حاضر، ہر قسم کی تعریف، نعمت اور بادشاہی تجھے ہی سزاوار ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔“

آپ ان الفاظ میں کوئی اضافہ نہیں فرماتے تھے۔

ب۔ ”لَبَّیْكَ إِلٰهَ الحَقِّ“ ”اے معبود برحق میں حاضر ہوں۔“

15: آپ ﷺ کے الفاظ کی پابندی کرنا افضل ہے۔ اگرچہ اضافہ کرنا بھی جائز ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ کا اضافہ کرنے والوں کی توثیق فرمائی تھی:

”لَبَّیْكَ ذَا المَعَارِجُ ، لَبَّیْكَ ذَا الفَوَاضِلُ.“

حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے:

”لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالخَیْرُ فِی یَدَیْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَیْكَ وَالعَمَلُ.“[1]

16: تلبیہ بآواز بلند کہا جانا چاہیے کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل

---

[1] صحیح مسلم :کتاب الحج ، باب التلبية، وصفتها ووقتها، حدیث: ١١٨٤.

علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے اصحاب و رفقاء کو بآواز بلند تلبیہ کہنے کا حکم دوں۔'' ❶

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''افضل حج وہ ہے جس میں بلند آواز سے تلبیہ ہو اور کثرت سے قربانیاں ہوں۔''

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دورانِ حج بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔

ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ ''رَوْحآء'' پہنچنے سے پہلے صحابہ کرام کی آوازوں سے فضا گونج اٹھتی تھی۔ ❷

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوراہے سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ وہ لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کر رہے ہیں۔'' ❸

لبیک کہنے میں مرد اور عورت برابر ہیں کیوں کہ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں عام

---

❶ سنن ترمذی :کتاب الحج ، باب ماجاء فی رفع الصوت بالتلبیة۔ |حدیث:۸۲۹| ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

❷ محلّٰی ص۹۴/ ج۷ میں ہے کہ اسے سعید بن منصور نے اچھی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فتح الباری ص۳۲۴/ ج۳ میں ہے کہ اسے ابن ابی شیبہ نے مطلب بن عبداللہ سے صحیح سند کے ساتھ مرسل روایت کیا ہے۔

❸ صحیح مسلم :کتاب الایمان ، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السماوات وفرض الصلوات ۔|حدیث :۱۶۶| اور تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو السلسلة الصحیحه (حدیث نمبر :۲۰۲۳)۔

ہیں۔ لہٰذا عورتیں آواز بلند کرسکتی ہیں بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی آواز اس قدر بلند کرتیں کہ وہ مردوں کو سنائی دیتی۔ حضرت عطیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لَبَّيْكَ کہنے کا انداز بخوبی معلوم ہے۔''

(عطیہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے انہیں ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ .... کہتے ہوئے سنا۔'' ❶

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دس ذوالحجہ کو واپس ہوئے تو انہوں نے تلبیہ کی آواز سن کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہیں بتلایا گیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنعیم سے عمرہ کے لیے آرہی ہیں۔ جب یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے پوچھتے تو میں خود انہیں بتاتی۔ ❷

18: حجاج کرام لَبَّيْكَ کا ورد پابندی سے کریں۔ کیوں کہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''لبیک کہنے والے کے ساتھ تمام حجر

---

❶ صحیح بخاری :کتاب الحج ، باب التلبیة، حدیث : ١٥٥٠.

❷ محلّٰی ص ٩٤، ٩٥/ ج ٧ کے مطابق اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''عورت اس قدر آواز بلند کرسکتی ہے کہ وہ اس کی رفقاء کو سنائی دے۔''

وشجر تا حد زمین دائیں بائیں ہر طرف سے لَبَّیْك کہتے ہیں۔" ❶

بالخصوص جب بلندی پر چڑھنا ہو یا ڈھلوان میں اترنا ہو (تو اس کی پابندی کریں) کیوں کہ ابھی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ:

"گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوراہے سے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محوراز ہیں۔" ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "گویا میں انہیں ڈھلوان میں اترتے ہوئے لَبَّیْك کہتے دیکھ رہا ہوں۔" ❷

19: لَبَّیْك کے ساتھ کلمہ توحید بھی ملایا جا سکتا ہے۔ حضرت (عبد اللہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ آپ بڑے جمرہ (ستون) کو رمی کرنے (یعنی کنکریاں مارنے) تک لبَّیک کہتے رہے اور بسا اوقات کلمہ توحید کو ساتھ ملا لیتے" ❸

20: حرم مکی پہنچنے پر جب مکہ مکرمہ کے درو دیوار پر نگاہ پڑے تو لَبَّیْك کہنا ترک کر دے تا کہ اسے مندرجہ ذیل کاموں کے لیے فراغت مل سکے: ❹

---

❶ صحیح ابن خزیمہ:کتاب الحج، باب ذکر تلبیة الأشجار والأحجار، حدیث: ۲٦۳٤.

❷ صحیح بخاری :کتاب الحج ، باب التلبیة اذا انحدر فی الوادی، حدیث:۱۵۵۵.

❸ مسند احمد، حدیث :۳۹٦۱ ۱/٤۱۷ ۔ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❹ صحیح بخاری :کتاب الحج ، باب الاهلال مستقبل القبلة، حدیث : ۱۵۵۳.

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل:

21: مکہ مکرمہ میں سنت نبوی کے مطابق دن کے وقت داخل ہونا چاہیے۔ داخل ہونے سے پہلے جو شخص نہا سکتا ہو نہا لے۔ ❶

22: مکہ مکرمہ میں بالائی جانب سے داخل ہونا چاہیے جہاں آج کل ''باب معلاۃ'' ہے کیوں کہ آپ ﷺ بالائی دورا ہے ''ثَنِیہ کُدَاء'' سے داخل ہوئے تھے ❷ جو قبرستان کی بالائی جانب ہے۔ آپ ﷺ مسجد (حرام) میں ''باب بنی شیبہ'' سے داخل ہوئے تھے۔ حجر اسود کی طرف جانے کے لیے نزدیک ترین راستہ بھی یہی ہے۔

23: حجاج جس راستے سے چاہیں آسکتے ہیں کیوں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ'' مکہ مکرمہ کی ہر گلی راستہ اور قربان گاہ ہے۔'' ایک دوسری حدیث اس طرح ہے کہ ''پورا مکہ مکرمہ راستہ ہے۔ کسی بھی جگہ سے آیا اور جایا جا سکتا ہے۔'' ❸

24: مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے رکھنا ❹ اور یہ دعا پڑھنا نہ

---

❶ صحیح بخاری :كتاب الحج، باب الاغتسال عند دخول مكة، حديث :١٥٧٣.

❷ صحیح بخاری :كتاب الحج، با ب من أين يدخل مكة، حديث :١٥٧٥.

❸ اسے فاکہی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (مصنف)

❹ سلسلہ احادیث صحیحہ (حدیث ٢٤٧٨) میں مصنف نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

بھولیں " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلِّم ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ " یا یہ دعا پڑھ لیں۔

" أَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْم ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْم ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْم مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم. " ❶

25: اگر چاہے تو کعبہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھالے یہ حضرت (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ ❷

26: اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ سے کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا حاجی جو دعا پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا پڑھ لی جائے تو بہتر ہے:

" اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَام. "

کیوں کہ یہ دعا ان سے ثابت ہے۔ ❸

طواف زیارت:

27: اس کے بعد حجر اسود کی طرف جائے ، اس کی طرف رخ کر کے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے۔ اس سے پہلے "بِسْمِ اللهِ" پڑھنا حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ثابت ہے۔ اسے مرفوع بیان کرنے والوں کو مغالطہ ہوا ہے۔

---

❶ سنن أبوداؤد :كتاب الصلاة باب فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد، حديث٤٦٦.

❷ اسے ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ ان سے موقوف روایت کیا ہے۔ جب کہ دیگر محدثین نے اسے ضعیف سند کے ساتھ مرفوع بیان کیا ہے۔ (مصنف)

❸ سنن کبری بیہقی :ص ٧٢/ ج ٥ ۔ اس کی سند حسن ہے۔ (مصنف)

28: حجر اسود پر ہاتھ پھیرے اور منہ کے ساتھ اسے بوسہ دے اور اس پر سجدہ بھی کرے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت عمر اور حضرت (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسے ہی کیا تھا۔ ❶

29: اگر اسے بوسہ نہ دے سکتا ہو تو اس پر ہاتھ پھیرے اور ہاتھ کو بوسہ دے دے۔

30: اگر ہاتھ بھی نہ پھیر سکتا ہو تو ہاتھ سے اشارہ کر دے۔

31: حجر اسود پر رش کا باعث نہ بنے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ''اے عمر! تم طاقت ور آدمی ہو۔ لہٰذا جب تم حجرِ اسود کا استلام کرنا (یعنی اسے بوسہ دینا یا اس پر ہاتھ پھیرنا) چاہو تو کسی کمزور کو تکلیف نہ دینا۔ اگر خالی جگہ مل جائے تو بہتر ورنہ اس کی طرف منہ کر کے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہہ دینا۔'' ❷

حجر اسود کی فضیلت:

33: حجر اسود کو استلام کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ آں حضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو دو آنکھیں اور زبان دے کر

---

❶ ''المناسك والزيارات'' کے حاشیے میں فاضل دوست نے کہا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ جب کہ انہیں مغالطہ ہو گیا ہے۔ میں نے ارواء الغلیل (۱۱۱۲) میں اس کے درست ہونے کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ الحمد للہ اب وہ طبع ہو چکی ہے۔ (مصنف)

❷ مسند احمد، حدیث: ۱۹۰، ۲۸/۱۔ مصنف نے اس حدیث کو قوی قرار دیا ہے۔

بھیجے گا اور وہ صدق دل کے ساتھ استلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔" ❶

نیز فرمایا:

"حجر اسود اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانا گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔" ❷

"حجر اسود جنت سے اترا ہے اور یہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ لوگوں کی غلط کاریوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے۔" ❸

طواف کا طریقہ:

34: اس کے بعد کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھتے ہوئے اس کا طواف کرے۔ حَطِیم (یعنی کعبہ کا وہ حصہ جس پر چھت نہیں ہے) کے اوپر سے گزر کر سات چکر لگائے۔ حجر اسود سے حجر اسود تک ایک چکر (بنتا) ہے۔ ان سب چکروں میں اِضْطِبَاع کرے۔(یعنی اوپر والی چادر کو دائیں بغل سے گزار کر اس کے دامن کو بائیں کندھے کے اوپر رکھے اور دایاں کندھا برہنہ رکھے) پہلے تین

❶ صحيح ابن خزيمة، كتاب الحج، باب فضل استلام الركنين، حديث : ٢٧٢٩.

❷ جامع ترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في الحجر الأسود، حديث : ٩٦١۔ صحيح ابن خزيمة، كتاب المناسك، باب ذكر صفة الحجر يوم القيامة، حديث : ٢٧٣٥۔ ترمذی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❸ جامع ترمذي، كتاب الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام، حديث : ٨٧٧۔ صحيح ابن خزيمة، كتاب المناسك، باب ذكر العلة التي من سببها اسود الحجر، حديث : ٢٧٣٣.

چکروں میں حجر اسود سے رکن یمانی تک رمل کرے (یعنی نزدیک نزدیک قدم رکھ کر تیز چلے) اور باقی میں معمول کے مطابق چلے۔

35: ہر چکر میں رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور اسے بوسہ نہ دے۔ اگر ہاتھ نہ پھیر سکتا ہو تو اس کی طرف اشارہ بھی نہ کرے۔

36: رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے:

"رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً."[1]

37: باقی دونوں شامی کونوں کو ہاتھ نہ لگائے۔ اسی میں نبی کریم ﷺ کی اتباع ہے۔[2]

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب المناسک، باب الدعاء فی الطواف، حدیث: ۱۸۹۲.

[2] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "استلام" ہاتھ پھیرنے کو کہتے ہیں۔ تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ بیت اللہ کی دیگر تمام اطراف، مقام، روئے زمین پر پائی جانے والی باقی تمام مساجد اور ان کی دیواریں، انبیا و صالحین کی قبریں، مثلاً ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا حجرہ، غار ابراہیم، نبی کریم ﷺ کی جائے نماز اور صخرہ بیت المقدس وغیرہ کو نہ استلام کیا جائے اور نہ ہی انہیں بوسہ دیا جائے۔ ان کا طواف کرنا تو اور بھی بڑی بدعت ہے۔ جو شخص عبادت سمجھ کر ایسا کرے اس سے توبہ کرائی جائے اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔" عبدالرزاق (۸۹۴۵)، احمد اور بیہقی نے یعلی بن امیہ کے حوالے سے کیا ہی خوب روایت کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا۔ جب حجر اسود سے متصل دروازے والے کونے پر پہنچا اور میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر استلام کروانا چاہا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا: کیا تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا تم نے انہیں اس کا استلام کرتے دیکھا؟ میں نے کہا نہیں! تو انہوں نے فرمایا: پھر اس سے اجتناب کیجیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہی تمہارے لیے نمونہ ہیں۔

حجر اسود اور دروازے کے درمیان چمٹنا:

38: حاجی کو چاہیے کہ وہ حجر اسود اور دروازے کے درمیان چمٹ جائے۔ اپنا سینہ، چہرا اور کلائیاں اس پر لگا دے۔ ❶

39: طواف کے لیے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے لہٰذا تلاوت قرآن مجید یا کوئی دعا اپنی مرضی سے کی جا سکتی ہے۔ آں حضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''بیت اللہ کا طواف نماز کی حیثیت رکھتا ہے البتہ اس کے دوران بات کرنا نا جائز ہے۔ جو شخص بات کرنا چاہتا ہے بھلائی ہی کی بات کرے۔''

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ:

---

❶ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے دو سندوں کے ساتھ بیان ہوئی ہے، اس طرح یہ حسن کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا عمل اسے مزید تقویت دیتا ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ دروازے اور حجر اسود کے درمیان ملتزم (چمٹنے کی جگہ) ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عروہ بن زبیر کا عمل بھی اسی طرح ثابت ہے۔ اس کی تفصیل سلسلة الاحاديث الصحيحة (حدیث نمبر: ۲۱۳۸) میں موجود ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مناسک (ص ۳۸۷) میں فرماتے ہیں کہ اگر ملتزم کے پاس پہنچ کر جو کہ حجر اسود اور دروازے کے درمیان والا حصہ ہے، اپنا سینہ، چہرا، ہاتھ اور کلائیاں اس کے اوپر لگا کر دعا کرنا چاہے اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

یہ کام طواف وداع سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ چمٹنا الوداعی موقع پر یا کسی اور موقع پر بھی ہو سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی ایسے کیا کرتے تھے۔

نیز اگر دروازے کے پاس کھڑا ہو کر بیت اللہ سے چمٹ کر دعا کرے تو یہ بھی خوب ہے۔ لیکن جب فارغ ہو تو نہ ٹھہرے اور نہ جھانکتا رہے اور نہ ہی الٹے پاؤں چلے۔

''اس کے دوران باتیں کم کیا کرو۔'' ❶

ماہواری کی حالت میں عورت طواف نہ کرے:

40: برہنہ آدمی یا حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔'' ❷

نیز آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر، جب وہ عمرہ کے لیے آئیں، ارشاد فرمایا تھا:

''سب کام ایک عام حاجی کی طرح کرو۔ لیکن پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔'' ❸

41: ساتواں چکر مکمل ہونے پر کندھا ڈھک لے اور مقام ابراہیم کے پاس پہنچ کر یہ آیت پڑھے:

---

❶ جامع ترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی الکلام فی الطواف، حدیث: ۹۶۰۔ صحیح ابن خزیمہ، کتاب المناسك، باب الرخصة فی التکلم بالخیر فی الطواف، حدیث: ۲۷۳۹۔ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مصنف نے بھی ارواء الغلیل (۱۲۱) میں یہ حاصل بحث کے بعد اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب لا یطوف بالبیت عریان، حدیث: ۱۶۲۲۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب تقضی الحائض المناسك کلها الا بالطواف بالبیت، حدیث: ۱۶۵۰۔

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ﴾ (البقرہ: 125)

''مقام ابراہیم کو نماز گاہ بناؤ۔''

42: مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان لا کر دو رکعت نماز پڑھے۔

43: ان دو رکعتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت کرے۔

44: یہاں بھی نہ تو خود کسی نمازی کے سامنے سے گزرے اور نہ ہی کسی کو دوران نماز اپنے سامنے سے گزرنے دے [1] کیوں کہ اس سے منع کرنے والی احادیث عام ہیں۔ مسجد حرام یا پورے مکہ مکرمہ کا استثناء ثابت نہیں ہو سکا۔

آب زم زم کی فضیلت:

45: نماز سے فراغت کے بعد چاہ زمزم کی طرف جائے اور آب زم زم پیئے اور اسے سر پر انڈیلے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''آب زم زم ہر مقصد (کے حصول) کے لیے پیا جا سکتا ہے۔'' [2]

نیز فرمایا:

''یہ بابرکت (پانی) ہے۔ بھوک کے لیے کھانا ہے اور بیمار کا علاج ہے۔'' [3]

---

[1] تفصیل کے لیے مقدمہ ملاحظہ ہو۔

[2] مسند احمد، حدیث: ١٤٨٤، ٣/٣٥٧۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحیح کہا ہے۔ تفصیل کے لیے ارواء الغلیل (١١٢٣) ملاحظہ ہو۔

[3] مسند طیالسی (٤٥٧)۔ مصنف نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مزید فرمایا:

”روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آبِ زم زم ہے اس میں بھوک (والے) کے لیے کھانا اور بیماری کا علاج ہے۔“ ❶

46: پھر حجرِ اسود کی طرف واپس آکر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اس کا استلام کرے (یعنی اسے بوسہ دے یا اس پر ہاتھ پھیرے)۔

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا

47: پھر صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کے لیے انہی قدموں پر واپس آجائے۔ صفا کے نزدیک آکر یہ آیت مبارکہ پڑھے۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ:۱۵۸)

”بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کا چکر لگائے اور جو شخص رضا ورغبت سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدر دان ہے، جاننے والا ہے۔“

اور یہ الفاظ کہے:

❶ معجم اوسط طبرانی، حدیث: ۳۹۱۲، ۱۴۰/۳، ط: دارالفکر عمان، مصنف نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

"نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ."

"ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ نے شروع کیا۔"

48: صفا سے شروع کرے اور اس پر اتنی بلندی پر چڑھے کہ کعبہ نظر آنے لگے۔ ❶

49: قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کا اقرار کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

"اَللّٰهُ أَكْبَر، اَللّٰهُ أَكْبَر، اَللّٰهُ أَكْبَر"

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ."

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ."

آخری دعا تین مرتبہ پڑھے اور اس دوران دعا بھی کرے۔ ❷

50: پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے (یعنی دوڑنے) کے لیے نیچے اترے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"دوڑو، اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑنا فرض کیا ہے۔" ❸

---

❶ کعبۃ اللہ کو صفا سے دیکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ البتہ مسجد کی دوسری منزل کے ستونوں کے درمیان سے دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا اگر دیکھا جائے تو بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔

❷ یعنی توحید کے دعاؤں کے درمیان دنیا و آخرت کی جو چاہے دعا کرے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ سے ماثور دعاؤں میں سے کسی سے ثابت شدہ دعا کرنا افضل ہے۔

❸ مسند احمد، حدیث: ۲۷۳۶۸، ۶/۴۲۱۔ محقق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

51: دائیں اور بائیں جانب لگے ہوئے (سبز) نشان تک معمول کی رفتار سے چلے۔ یہ نشان سبز پٹی کے نام سے مشہور ہے۔ پھر وہاں سے بعد والے دوسرے نشان تک تیز دوڑے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں یہاں گہری ندی تھی اور اس میں باریک کنکریاں تھیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''ندی کو دوڑ کر ہی عبور کیا جائے۔'' ❶

پھر سیدھا بالائی جانب چلتا جائے اور مَرْوَہ تک پہنچنے کے بعد اس کی چوٹی پر چڑھ جائے۔ یہاں بھی قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور توحید کا وِرد اور دعا وغیرہ وہ سب کام کرے جو اس نے صفا پر کیے تھے۔ یہ ایک چکر شمار ہو گا۔

52: پھر واپس آ کر صفا پر چڑھے۔ چلنے کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے۔ یہ دوسرا چکر ہے۔

53: پھر مروہ کی طرف جائے۔ سات چکر مکمل ہونے تک اسی طرح کرتا رہے۔ آخری چکر مروہ پر ختم ہو گا۔

54: ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سواری پر بیٹھ کر بھی چکر لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن پیدل چلنے کو نبی کریم ﷺ نے زیادہ پسند کیا ہے۔ ❷

55: اگر دورانِ سعی ان الفاظ میں دعا کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں:

---

❶ سنن نسائی، كتاب مناسك الحج، باب السعي في بطن المسيل، حدیث: ۲۹۸۰۔ اسے مصنف نے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ بقول مصنف ابو نعیم نے اسے مستخرج علی صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ."

"اے میرے رب! بخش دیں اور رحم فرمائیں کیوں کہ آپ بہت عزت والے اور بہت کرم والے ہیں۔"

یہ دعا تمام سلف صالحین سے ثابت ہے۔ ❶

56: ساتواں چکر مکمل ہونے کے بعد سر کے بال کٹوائے۔ ❷ اس کے ساتھ ہی "عمرہ" مکمل ہو گیا اور احرام کی پابندیاں بھی ختم ہو گئیں۔

عمرہ کرنے کے بعد:

57: عمرہ کرنے کے بعد آٹھ ذوالحجہ تک اسی طرح (آزاد) حالت میں رہے۔

58: جس شخص نے احرام کے وقت نہ تو حج کے عمرے کی نیت کی ہو اور نہ ہی وہ قربانی ساتھ لایا ہو اسے بھی احرام اتار دینا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور آپ کی ناراضگی سے بچاؤ اسی میں ہے۔ البتہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو وہ اپنے احرام ہی میں رہے گا اور قربانی کے دن سے پہلے آزاد نہیں ہو گا۔

یومِ ترویہ (8 ذوالحجہ) کو حج کا احرام پہننا:

59 (ا): آٹھ ذوالحجہ کو احرام پہنے اور حج کا نام لے کر لبیک کہے، غسل ،

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة، حدیث: ۱۵۵۶۰، ۳/۴۰۴، دار الکتب العلمیة۔ مصنف نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

❷ اگر عمرہ اور حج کے دوران اتنا وقفہ ہو کہ بال بڑھ سکتے ہوں تو منڈوائے بھی جا سکتے ہیں۔ (فتح الباری: ۳/۴۴۴)

خوشبو، چادر اور تہبند کا پہننا وغیرہ وہ سب کام کرے جو اس نے عمرے کے احرام کے لیے میقات پر کیے تھے۔تلبیہ (یعنی لبیک کہنا) شروع کردے اور بڑے جمرہ کو رمی کرنے (یعنی کنکریاں مارنے) کے بعد تک مسلسل لَبَّيْكَ کہتا رہے۔

59 (ب): احرام، اپنی رہائش گاہ سے پہنے۔حتی کہ مکہ والے مکہ ہی سے پہنیں۔

60: اس کے بعد منیٰ میں پہنچ کر وہاں نماز ظہر پڑھے۔ وہیں رات بسر کرے۔ پانچوں نمازیں وہیں پڑھے ۔ قصر کرے(یعنی چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھے) لیکن جمع نہ کرے۔

میدان عرفات کی طرف روانگی:

61: 9 ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد "لَبَّيْكَ" اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے میدان عرفات کی طرف چل پڑے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے دونوں طرح ہی کیا تھا۔ بعض "لَبَّيْكَ" کہتے تھے اور بعض "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"۔ لیکن کسی کو منع نہ کیا جاتا۔ [1]

62: پھر "نمرہ" پہنچ کر رک جائے۔ یہ عرفات کے نزدیک ایک جگہ ہے، عرفات کا حصہ نہیں ہے۔ زوال سے پہلے تک یہیں ٹھہرا رہے۔

63: زوال آفتاب سے کچھ پہلے "عرفہ" کی طرف چل پڑے اور وہاں بھی

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب التلبية والتكبير اذا غدا من منى الى عرفة، حديث: ١٦٥٩.

ٹھہرے [1] یہ جگہ عرفات سے تھوڑا سا پہلے آتی ہے۔ یہاں امام لوگوں کو موقعہ ومحل کی مناسبت سے خطبہ دیتا ہے۔

64: اس کے بعد امام، لوگوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں قصر اور جمع کراتے ہوئے ظہر کے وقت میں پڑھاتا ہے۔

65: دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور دو تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

66: دو نمازوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھنا چاہیے۔ [2]

67: جو شخص امام کے ساتھ نمازیں نہ پڑھ سکے وہ اکیلا ہی پڑھ لے یا پھر اپنے جیسے آس پاس کے لوگوں کے ساتھ مل کر باجماعت پڑھ لے۔ [3]

میدان عرفات میں قیام:

68: اس کے بعد میدان عرفات میں چلا جائے اور اگر ہو سکے تو ''جبلِ رحمت'' کے دامن میں قیام کرے۔ وگرنہ پورے کا پورا میدان قیام گاہ ہے۔

69: قیام کے دوران قبلہ رخ رہے۔ ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتا رہے اور

---

[1] آج کل شدت ازدحام کے باعث یہ اور بعد والا قیام مشکل ہو گیا ہے۔ لہٰذا سیدھا ''عرفات'' چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (مصنف)

[2] اسی طرح، اس موقعہ پر اور باقی سفروں میں بھی (ان نمازوں کے ساتھ) اور ظہر اور عصر کے بعد بھی آپ ﷺ سے نفل (یعنی سنت) پڑھنا ثابت نہیں۔ بلکہ فجر کی دو سنتوں اور وتر کے علاوہ دیگر مسنونہ رکعتوں میں سے کچھ بھی پڑھنا آپ سے ثابت نہیں ہے۔

[3] بخاری نے اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ کتاب الحج، باب الجمع بین الصلاتین بعرفة، حدیث: ١٦٦٢.

لَبَّیْكَ ... کہتا رہے۔

70: جس قدر ہو سکے "لَبَّیْكَ" کا وِرد کرے۔ یوم عرفات کی بہترین دعا یہی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے عرفات کی سہ پہر سب سے افضل دعا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر" پڑھی ہے۔ ❶

71: اگر کبھی کبھی لبیک کہتے ہوئے "اِنَّمَا الْخَیْرُ خَیْرُ الْآخِرَةِ" کا اضافہ کرے تو جائز ہے۔

72: عرفات کا قیام کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

73: اسی طرح ذکر کرتا رہے۔ لبیک کہتا رہے اور من پسند دعائیں کرتا رہے۔ امید کے اس عالم میں رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے آزاد کردہ بندوں میں شامل کردے گا۔ جن کا نام وہ فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات سے لیتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ:

"یوم عرفات سے بڑھ کر کسی بھی روز اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے زیادہ آزادیاں نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نزدیک تر فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں ان کا تذکرہ کرتا ہے اور فرماتا ہے: "ان لوگوں کا منشا کیا ہے؟"" ❷

---

❶ مصنف نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن یا صحیح ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں۔ ان سب کا تذکرہ سلسلة الاحادیث الصحیحة (۱۵۰۳) میں موجود ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفة، حدیث : ۱۳۴۸.

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ، آسمان والوں کے سامنے اہل عرفات کا تذکرہ فخر ومباہات کے ساتھ کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو! کیسے گرد آلود ہوکر خستہ حالت میں آئے ہیں۔“ ❶

غروبِ آفتاب تک اسی حالت میں رہے۔

میدانِ عَرَفَات سے روانگی

74: غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مُزْدَلِفَہ کی طرف اطمینان اور سکون کے ساتھ روانہ ہو۔ لوگوں کو اپنی وجہ سے یا سواری کی وجہ سے بھیڑ میں مبتلا نہ کرے۔ اگر راستہ خالی ہو تو جلدی بھی کر سکتا ہے۔

75: مزدلفہ پہنچ کر اذان اور تکبیر کہے اور مغرب کی تین رکعت پڑھے۔ پھر اذان اور تکبیر کہے اور عشا کی نماز قصر کر کے پڑھے اور ان دونوں کو جمع کرے۔

76: اگر کسی ضرورت کے پیشِ نظر دونوں کے درمیان وقفہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

77: مغرب اور عشا کے درمیان بھی کچھ نہ پڑھے اور بعد میں بھی۔

78: پھر فجر تک سویا رہے۔

79: فجر ہوتے ہی اول وقت میں اذان اور تکبیر کہہ کر نماز فجر پڑھ لے۔

❶ مسند احمد، حدیث: ۸۰٤۷، ۲/۳۰۵۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (مصنف)

مزدلفہ میں نمازِ فجر

80: تمام حاجیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نمازِ فجر "مزدلفہ" ہی میں ادا کریں۔ البتہ بوڑھوں اور عورتوں کے لیے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے آدھی رات کے بعد آنا جائز ہے۔

81: پھر مَشعرِ حرام (یہ مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے) کے پاس آئے۔ اس پر چڑھے۔ قبلہ رخ ہوکر اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد کرے اور جب تک خوب روشنی نہ ہوجائے دعا کرتا رہے۔

82: "مزدلفہ" سب کا سب موقف ہے۔ جہاں بھی قیام کرلیا جائے درست ہے۔

10 ذوالحجہ کی عبادات

83: پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ.... کہتے ہوئے اطمینان کے ساتھ "منیٰ" کو چلا جائے۔

84: "بطنِ مُحَسّر" پہنچ کر، جو کہ منیٰ میں داخل ہے، حتی الامکان تیز ہوجائے۔

85: اس کے بعد درمیانہ راستہ اختیار کرے یہ اسے "جمرہ عقبہ" (یعنی آخری ستون) تک لے جائے گا۔

رَمی کرنا (کنکریاں مارنا)

86: "جمرہ عقبہ" جو سب سے آخری اور مکہ کے نزدیک ترین جمرہ (ستون) ہے۔ اسے مارنے کے لیے کنکریاں لے لے۔

87: جمرہ کی طرف اس طرح رخ کرے کہ "مکہ مکرمہ" بائیں طرف اور "منیٰ"

''دائیں طرف ہو۔

88: اسے، سفید چنے سے ذرا بڑی سات کنکریاں مارے۔

89: ہر کنکری کے ساتھ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہے۔ ❶

90: آخری کنکری پر لَبَّیْك کہنا ختم کردے۔ ❷

91: حاجی خواہ عورتوں اور کمزور مردوں میں ہی کیوں نہ شامل ہو، جن کے لیے نصفِ شب کے بعد مزدلفہ سے روانگی جائز ہے، اسے طلوعِ آفتاب کے بعد رمی کرنی چاہیے۔ کیونکہ مزدلفہ سے نصف شب کے بعد روانگی کا جواز اپنی جگہ ہے اور رمی کرنا اپنی جگہ۔ ❸

92: اگر زوال سے پہلے تنگی محسوس کرے تو زوال کے بعد شام تک رمی کرسکتا ہے۔

93: جمرہ کو رمی کرنے کے بعد ''میاں بیوی کے تعلق'' کے علاوہ اس سے احرام کی ہر پابندی اٹھ جائے گی، اگرچہ قربانی بھی نہ کی ہو اور سر کے بال بھی نہ منڈوائے ہوں، لہٰذا وہ عام لباس پہن سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے۔

94: لیکن اگر وہ اسی حالت میں رہنا چاہے تو اس کے لیے اسی دن ''طواف

---

❶ ''اللہ اکبر'' کے ساتھ ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا'' کا اضافہ ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ''سلسلة الاحاديث الضعيفة'' (حدیث نمبر: ۱۱۰۷) ملاحظہ ہو۔

❷ صحيح ابن خزيمة، كتاب المناسك، باب قطع التلبيه اذا رمى الحاج جمرة العقبه يوم النحر، حديث: ۲۸۸۷، ۱۳۵۸/۲.

❸ تفصیل کے لیے میری اصل کتاب ملاحظہ ہو۔ (مصنف)

افاضہ" کرنا ضروری ہے۔ وگرنہ اگر شام تک طواف نہ کر سکا تو پہلے کی طرح دوبارہ مُحرِم ہو جائے گا اور اسے عام لباس اتار کر احرام پہننا پڑے گا۔ کیوں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اس دن رَمْیِ جَمْرَہ کے بعد ہم بستری کے علاوہ سب کام تمہارے لیے جائز ہیں۔ البتہ اگر اس مقدس گھر کے طواف سے پہلے شام ہوگئی تو تم بعینہ اسی طرح محرم ہو جاؤ گے جیسے تم "رَمْیِ جَمْرَہ" سے پہلے تھے۔ اور طواف سے پہلے تک یہی حالت رہے گی۔ ❶

❶ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ ایک جماعت نے جن میں ابن قیم بھی شامل ہیں، اسے قوی قرار دیا ہے۔ سنن ابو داؤد، کتاب المناسك، باب الافاضة فى الحج، حديث: ۱۹۹۹ میں، میں نے اس کی وضاحت کی ہے۔

اس کتابچہ کے عام ہونے سے پہلے چند اہل علم دوستوں نے اسے معلوم کرنے پر بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ ان میں سے بعض نے اسے ابوداؤد کی سند کے پیش نظر ضعیف قرار دینے میں عجلت سے کام لیا (میں نے بذات خود بعض تالیفات میں اسے ضعیف قرار دیا تھا) حالانکہ ابن قیم "تہذیب السنن" میں اور ابن حجر "تلخیص الحبیر" میں اس پر سکوت اختیار کر کے اسے قوی قرار دے چکے تھے۔ حال ہی میں مجھے اس کی ایک دوسری سند ملی ہے جسے معلوم کر کے ایک شخص، اس کے ضعیف نہ ہونے اور درجہ صحت تک پہنچنے کا حتمی فیصلہ دے سکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسی کتاب (معانی الآثار۔ طحاوی) میں مذکور ہے جو اکثر لوگوں کے ہاں متداول نہیں ہے اس لیے یہ میری طرح ان کی نظروں سے اوجھل رہی اور انہوں نے اسے بنظر تعجب دیکھا اور اسے ضعیف کہنے میں عجلت کی۔ نیز اس معاملہ میں ان کا حوصلہ ان علماء نے بھی بڑھا دیا جنہوں نے کہا تھا کہ "میرے علم میں کوئی فقیہ اس کا قائل نہیں ہوا۔" حالانکہ یہ ایک نفی ہے جو عدم علم کا دوسرا نام ہے۔ جب کہ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی چیز سے لاعلمی اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔ لہٰذا جب آنحضرت ﷺ کی حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اور ہو بھی اس طرح واضح تو اس پر عمل کرنا فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ اہل علم کا موقف معلوم کرنے پر اسے موقوف ⇐⇐

قربانی

95: اس کے بعد ''منیٰ کی قربان گاہ'' میں پہنچ کر قربانی کرے۔ یہی سنت طریقہ ہے۔

96: البتہ ''منیٰ'' میں کسی دوسری جگہ یا مکہ مکرمہ میں قربانی کرنا جائز ضرور ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

⇐ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حدیث ثابت ہوتے ہی قابل عمل ہو جاتی ہے، اگرچہ اس کا مصداق ائمہ کے ہاں پہلے سے رائج نہ بھی ہو۔ کیونکہ حدیث رسول ﷺ بذات خود حجت ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری چیز پر عمل کی گنجائش نہیں رہتی۔''

رسول اللہ ﷺ کی حدیث عمل فقہاء کی گواہی سے کہیں بلند و برتر ہے۔ کیونکہ یہ مستقل اور فیصلہ کن ذریعہ علم ہے۔ یہ محکوم نہیں ہے۔ علاوہ ازیں تابعی جلیل عروہ بن زبیر رحمہ اللہ جیسے اہل علم کی ایک جماعت نے اس حدیث پر عمل بھی کیا ہے۔ تو کیا اس کے بعد اس حدیث پر عمل پیرا ہونے میں کوئی عذر رہ جاتا ہے۔ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ﴾ اس اجمال کی تفصیل محولہ بالا کتاب میں موجود ہے۔

حجاج کے لیے ''جمرہ کی رمی'' دیگر مسلمانوں کی نماز عید کے قائم مقام ہے۔ امام احمد نے اس بنا پر اہل منیٰ کے قربانی کے وقت کو دیگر شہروں میں نماز عید کے لیے مستحب سمجھا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نماز عید کے بعد خطبہ دینے کے معمول کے مطابق قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد خطبہ دیا تھا۔ لہٰذا لفظی عموم یا قیاس آرائی کے بل بوتے منیٰ میں نماز عید کو مستحب قرار دینا غلطی اور سنت سے تغافل کا نتیجہ ہے کیونکہ منیٰ میں نہ تو نبی کریم ﷺ نے نماز عید پڑھی اور نہ آپ کے خلفاء نے۔ ملاحظہ ہو: فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۱۸۰۔

''میں نے اس جگہ قربانی کی ہے۔ مکہ مکرمہ کی ہر گلی، راستہ اور قربان گاہ ہے۔ تم اپنے گھروں میں بھی قربانی کر سکتے ہو۔'' ❶

97: اگر ہو سکے تو قربانی اپنے ہاتھ سے کرے اور سنت بھی یہی ہے۔ بصورت دیگر کسی دوسرے کو کہہ دے۔

98: قربانی کا جانور قبلہ رخ کر کے ذبح کیا جائے۔ ❷ اسے بائیں پہلو پر لٹا دیا جائے اور دائیں پہلو پر دایاں قدم رکھ دیا جائے۔ ❸

---

❶ اس حدیث میں جہاں حجاج کرام کے لیے بہت بڑی سہولت کارفرما ہے وہاں قربان گاہ میں قربانیوں کے متعفن ہوجانے کی پریشانی سے نجات کا سامان بھی ہے۔ نیز ارباب اختیار کے لیے قربانیوں کو مجبوراً دفن کرنے سے چھٹکارا بھی۔ تفصیل کے لیے اصل کتاب (حجۃ النبی) ملاحظہ ہو۔

❷ سنن کبریٰ بیہقی (۲۸۵/۹) کتاب الضحایا، باب السنة فی أن یستقبل بالذبیحة القبلة، مصنف عبد الرزاق (۸۵۸۵) میں حضرت عبداللہ بن عمر سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ سمجھتے تھے جسے قبلہ رخ کر کے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

❸ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری ۱۰/۱۶ میں کہا ہے کہ اس سے ذبح کرنے والے کے لیے دائیں ہاتھ سے چھری پکڑنے اور بائیں ہاتھ سے سر پکڑنے میں آسانی رہتی ہے۔ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔ (مصنف)

صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب ذبح الاضاحی بیده، حدیث: ۵۵۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب الضحیة وذبحها مباشرة بلا توکیل والتسمیة والتکبیر، حدیث: ۱۹۶۶۔

99: اونٹ کو، بایاں گھٹنا باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے ذبح کرنا سنت ہے۔ ❶ اسے بھی قبلہ رخ کھڑا کیا جائے۔ ❷

100: اونٹ یا کوئی بھی جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

"بِسْمِ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ اَكْبَر ، اللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ ، ❸ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي" ❹

101: عید کے چاروں دنوں (یعنی عید کا دن اور تین ایام تشریق) میں قربانی کی جاسکتی ہے۔ کیوں کہ آں حضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"تمام ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) میں قربانی کرنا جائز ہے۔" ❺

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، باب كيف تنحر البدن، حديث: ١٧٦٧۔ مصنف نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ بخاری نے اسے کتاب الحج (١٠٦)، باب من اشعر وقلدبذی الحليفه ثم احرم میں معلق ذکر کیا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، كتاب الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، حديث: ٢٧٩٥.

❹ صحيح مسلم، كتاب الاضاحى، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير، حديث: ١٩٦٦.

❺ مسند احمد، حديث: ١٦٧٥١، ٢/٨٢، مصنف نے اسے "سلسلة الاحاديث الصحيحة" میں مفصل ذکر کیا ہے، دیکھیے حديث: ٢٤٧٦.

102: حاجی اپنی قربانی میں سے کھائے بھی اور اپنے وطن لے کر بھی آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

103: قربانی میں سے تنگ دستوں اور حاجت مندوں کو ضرور کھلائے۔

اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۗ﴾ (الحج:٣٦)

''اور قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لیے شعائر الٰہی میں سے مقرر کیا ہے۔تمہارے لیے ان میں بڑی بھلائی ہے تو انہیں صف بستہ کر کے ان پر اللہ کا نام لو۔پھر جب وہ اپنے پہلوؤں کے بل گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت پسند محتاجوں اور سائلوں کو کھلاؤ۔''

104: اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شامل ہو سکتے ہیں۔

105: جو شخص قربانی نہ کر سکتا ہو وہ دوران حج تین اور گھر پہنچ کر سات روزے رکھے۔

106: تشریق کے تینوں دنوں میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کا بیان ہے کہ:

''ایام تشریق کے دوران حج کی قربانی نہ کر سکنے والوں کے سوا کوئی

شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔'' ❶

107: قربانی کے بعد سر کے بال منڈوائے یا کتروا لے ۔ پہلا طریقہ افضل ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر مہربانی فرما۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کتروانے والوں کے لیے بھی دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر مہربانی فرما۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کتر وانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ حتی کہ چوتھی بار آپ ﷺ نے فرمایا: کتروانے والوں پر بھی مہربانی فرما۔'' ❷

108: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق سنت یہ ہے کہ مونڈنے کا آغاز دائیں طرف سے کیا جائے۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام أیام التشریق، حدیث : ۱۹۹۷، ۱۹۹۸۔ فتح الباری : ۴/۲۱۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الحلق والتقصیر عند الاحلال، حدیث : ۱۷۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تفضیل الحلق علی التقصیر وجواز التقصیر، حدیث : ۱۳۰۱.

❸ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان أن السنة یوم النحر أن یرمی ثم ینحر ثم یحلق والابتداء فی الحلق بالجانب الأیمن من رأس المحلوق، حدیث : ۱۳۰۵.

109: سر منڈوانا مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ عورتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ وہ صرف کتروا سکتی ہیں۔ کیوں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''عورتیں سر منڈوا نہیں سکتیں۔ وہ صرف بال کتروائیں۔'' ❶

لہٰذا عورتیں بال اکٹھے کر کے کچھ انگلیوں کے برابر ان میں سے کتر دیں۔ ❷

110: امام کے لیے قربانی کے دن منیٰ ❸ میں جمرات کے درمیان ❹ چاشت کے وقت ❺ خطبہ دینا مسنون ہے۔ جس میں وہ حاجیوں کو باقی ماندہ عبادات کی تعلیم دے گا۔

طوافِ اِفاضہ

111: پھر اسی دن بیت اللہ کی طرف روانہ ہو جائے اور طواف زیارت میں

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، باب الحلق والتقصیر، حدیث: ۱۹۸۵۔ مصنف نے اسے صحیح ابوداؤد (۱۷۳۲) میں ذکر کیا ہے۔

❷ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ''اگر حاجی قصر کرنا (یعنی بال کتروانا) چاہے تو بال اکٹھے کر کے ان میں سے انگلیوں کے برابر یا اس سے کم وبیش بال کتر دے۔ جب کہ عورت اس سے زیادہ نہیں کتر سکتی اور مرد جس قدر بال چاہے کتر سکتا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الخطبة أیام منی، حدیث: ۱۷۳۹.

❹ سنن أبوداؤد، کتاب المناسك، باب یوم الحج الأکبر، حدیث: ۱۹٤٥۔ مصنف نے اسے صحیح أبوداؤد (۱۷۰۰) میں شامل کیا ہے۔

❺ سنن أبوداؤد، کتاب المناسك، باب أیّ وقت یخطب یوم النحر، حدیث: ۱۹٥٦۔ مصنف نے اسے صحیح ابوداؤد (۱۷۰۹) میں شامل کیا ہے۔

بیان کردہ طریقے کے مطابق اس کے سات چکر لگائے۔ البتہ اس طواف میں اِضطِبَاع (یعنی بائیں کندھے کو برہنہ رکھنا) اور رَمَل (قریب قریب قدم رکھتے ہوئے تیز چلنا) نہ کرے۔ ❶

112: ''مقامِ ابراہیم'' کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ امام زہری اس کے قائل تھے۔ ❷ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا اور فرمایا: ''ہر سات چکروں کے بعد دو رکعت نماز مقرر ہے۔'' ❸

113: اس کے بعد بیان کردہ طریقے کے مطابق صفا و مروہ کے درمیان سَعْی کرے۔ البتہ قارِن (یعنی حج اور عمرہ کو ایک ہی احرام کے ذریعے ادا کرنے والا) اور مُفرِد (یعنی صرف حج کرنے والا) سَعْی نہیں کریں گے۔ بلکہ ان کے لیے پہلی سَعْی ہی کافی ہے۔

114: اس طواف کے بعد احرام کی وجہ سے حرام شدہ ہر کام حتی کہ مرد وزن کا تعلق بھی، حاجی کے لیے جائز ہو جائے گا۔

115: اس دن (یعنی دس ذوالحجہ کو) نماز ظہر مکہ مکرمہ میں پڑھے جب کہ حضرت

❶ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، باب ما يذكر الامام فی خطبة يمنی، حديث: ۱۹۵۷۔ مصنف نے اسے صحیح ابوداؤد (۱۷۱۰) میں شامل کیا ہے۔

❷ بخاری نے اسے کتاب الحج (٦٩) باب صلى النبی ﷺ لسبوعه ركعتين میں معلق ذکر کیا ہے۔

❸ مصنف عبد الرزاق (۹۰۱۲) اس کی سند صحیح ہے۔ (مصنف)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ''منیٰ'' میں پڑھے۔ ❶

116: اس کے بعد چاہ زم زم کے پاس پہنچ کر آبِ زم زم پیجئے۔

منیٰ میں رات بسر کرنا اور 11,12,13 ذوالحجہ کی عبادات

117: اسکے بعد منیٰ میں واپس چلا جائے اور ''تشریق'' کے شب و روز وہیں گزارے۔

118: وہاں پر روزانہ تینوں جمرات کو زوال کے بعد سات سات کنکریاں لگائے۔ اس کا طریقہ (۸۶-۹۴ نمبر) میں بیان ہو چکا ہے۔

119: ''جمرہ اُولیٰ'' سے ابتدا کرے جو ''مسجدِ خیف'' کے نزدیک ترین ہے۔ اس کو کنکریاں مارنے کے بعد دائیں جانب تھوڑا سا آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہو کر تادیر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ ❷

121: پھر تیسرے جمرہ کے پاس آجائے۔ اسے ''جمرۂ عَقَبہ'' بھی کہتے ہیں۔ اسے اس طرح کنکریاں مارے کہ بیت اللہ بائیں اور منیٰ دائیں سمت پر ہو۔ اس کے پاس دعا کے لیے نہ ٹھہرے۔ ❸

---

❶ واللہ اعلم رسول اللہ ﷺ کا ذاتی عمل کیا تھا۔ امکان ہے کہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ نماز پڑھائی ہو۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بطور فرض اور دوسری مرتبہ منیٰ میں بطور نفل جیسا کہ یہ طریق کار بعض غزوات میں آپ سے ثابت ہے۔ (مصنف)

❷ ، ❸ یہ طریق کار عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں موجود ہے۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب اذا رمی الجمرتین یقوم ویسهل مستقبل القبلة، حدیث : ۱۷۵۱.
لہٰذا بعض کتابوں میں ''جمرہ عقبہ'' کو رمی کرتے ہوئے قبلہ رخ ہونے کا ذکر اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ تفصیل کے لیے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ (۴۸۶۴) ملاحظہ ہو۔

122: دوسرے اور تیسرے دن بھی مذکورہ بالا طریقے کے مطابق تینوں جمرات کو کنکریاں مارے۔

123: اگر دوسرے دن کنکریاں مارنے کے بعد واپس آجائے اور تیسرے دن کی رَمی کے لیے منیٰ میں نہ ٹھہرے تو یہ بھی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ﴾

(البقرۃ:۲۰۳)

تاہم رَمی کے لیے ٹھہرنا افضل ہے کیوں کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔ ❶

124: مذکورہ بالا عبادات میں ترتیب نبوی اس طرح ہے:

- کنکریاں مارنا
- قربانی کرنا
- طوافِ افاضہ کرنا
- صفا و مروہ کی سَعی کرنا (صرف حج تمتع کرنے والے کے لیے)۔

اگر ان مناسک میں تقدیم و تاخیر کر دے تو جائز ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے تقدیم و تاخیر کرنے کے بعد پوچھنے والوں کو فرمایا تھا۔ ''کوئی حرج نہیں۔ کوئی

❶ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں: ''اگر منیٰ میں غروب آفتاب کا وقت ہو جائے تو حاجی وہیں ٹھہر جائے اور تیسرے دن لوگوں کے ساتھ مل کر رمی کرے۔''

حرج نہیں۔"

125: معذور کے لیے مندرجہ ذیل طریقے بھی جائز ہیں۔

(الف) منیٰ میں رات نہ گزارنا :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حجاج کو پانی پلانے کی ذمہ داری کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں گزارنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔" ❶

(ب) دو دن کی کنکریاں ایک دن مارنا :

عاصم بن عدی کا بیان ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو اجازت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ قربانی کے دن رمی کریں اور بعد والے دنوں کی رمی ایک ہی دن کر لیں۔" ❷

(ج) معذور، رات کے وقت بھی کنکریاں مار سکتا ہے :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "چرواہا رات کو کنکریاں مارے اور بعد والے دنوں کی کنکریاں ایک ہی دن مارلیں۔"

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناسك، باب سقایة الحاج، حدیث : ١٦٣٤ ۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب وجوب المبیت بمنی لیالی ایام التشریق والترخیص فی ترکه لاهل السقایة، حدیث : ١٣١٥.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، باب فی رمی الحمار، حدیث : ١٩٧٥ ۔ مصنف نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ارواء الغلیل میں حدیث نمبر ١٠٨٠

آپ ﷺ کا فرمان ہے ”چرواہا رات کو کنکریاں مارے اور دن کے وقت گلہ بانی کرے۔“ ❶

126: بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے رات کے وقت جانا اور منیٰ کی راتوں میں اس کا طواف کرنا مسنون ہے۔ ❷

127: ”ایامِ منیٰ“ کے دوران حجاج کو پانچوں نمازیں باجماعت پڑھنی چاہئیں۔ اگر ہو سکے تو نمازیں ”مسجدِ خیف“ میں ادا کی جائیں کیونکہ افضل یہی ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”مسجد خیف میں ستر انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔“ ❸

128: تشریق کے دوسرے یا تیسرے روز کنکریاں مارنے سے فارغ ہوتے ہی مناسک حج مکمل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حاجی مکہ مکرمہ چلا جائے اور جتنی دیر ہو سکے

---

❶ سنن کبریٰ بیہقی : ۱۵۱/۵۔ سنن دارقطنی، ص : ۲۷۹۔ مسند بزار ۱۱۳۹۔ مذکورہ بالا تمام کتابوں کی سندیں ضعیف ہیں۔ لیکن مصنف نے سلسلہ الاحادیث الصحیحة، حدیث نمبر ۲٤۷۷ کے ذیل میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ۶۲۲/۵۔

❷ مشکل الآثار طحاوی : ٤۹۱/۱۔ سنن کبریٰ بیہقی ۱٤٦/۵۔ مصنف نے سلسلة الأحاديث الصحيحة (٤٥٦/۲) میں حدیث نمبر ۸۰۴ کے ذیل میں اس کی مفصل تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی صحیح مسلم والے ہیں۔

❸ طبرانی، ضیاء مقدسی اور منذری نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے کیونکہ اس کی ایک دوسری سند بھی موجود ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد

وہاں قیام کرے۔ نماز باجماعت کا۔ بالخصوص مسجد حرام میں۔ مکمل خیال رکھے۔

بیت اللہ میں طواف اور نماز کا ثواب

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''میری مسجد کی ایک نماز، مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی نسبت ہزار درجہ افضل ہے۔ اور مسجد حرام کی ایک نماز باقی مساجد سے لاکھ درجہ افضل ہے۔'' ❶

129: دن رات جب چاہے کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھتا رہے اور طواف کرتا رہے۔

آپ ﷺ نے حجر اسود اور رکن یمانی کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

''ان دونوں پر ہاتھ پھیرنا گناہوں کا مداوا ہے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے اٹھنے اور نیچے لگنے والے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتا ہے، ایک غلطی معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جو شخص ایک ہفتہ (اس طرح) کرتا ہے وہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرلیتا ہے۔'' ❷

❶ مسند احمد، حدیث: ١٤٦٩٤، ٣٩٧، ٣٤٣ / ٣۔ مصنف نے اسے ارواء الغلیل (۴/۳۴۱) میں حدیث ۱۱۲۹ کے ذیل میں صحیح قرار دیا ہے۔

❷ جامع ترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی استلام الرکنین، حدیث: ٩٥٩۔ صحیح ابن خزیمة، کتاب المناسك، باب فضل استلام الرکنین وذکر حط الخطایا بمسحها، حدیث: ٢٧٩٢۔ صحیح ابن حبان، ⇐

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اے عبد مناف کی اولاد! کسی شخص کو اس گھر کا طواف کرنے سے نہ روکو۔ دن رات جب بھی کوئی چاہے اس میں نماز پڑھے۔'' ❶

طوافِ وَداع:

130: اپنی ضروریات کی تکمیل اور واپسی کا عزم کر لینے کے بعد بیت اللہ شریف کا ''الوداعی طواف'' کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے واپس چلے جایا کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے حکماً فرمایا:

''بیت اللہ کے ساتھ آخری تعلق طواف کی صورت میں استوار کئے بغیر کوئی شخص واپس نہ جائے۔'' ❷

⇐ كتاب الحج، باب ذكر رفع الدرجات وكتب الحسنات وحط السيئات بخطا الطائف حول البيت العتيق، حديث : ٣٦٩٧۔ مستدرك حاكم۔ اس کی تفصیل مشكوٰة المصابيح، كتاب المناسك، باب دخول مكة والطواف، حديث : ٢٥٨٠ کی تخریج میں ملاحظہ ہو۔

❶ اسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی، كتاب الحج، باب ما جاء فی الصلاة بعد العصر وبعد الصبح لمن يطوف، حديث : ٨٦٨ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ارواء الغليل، حديث : ٤٨١.

❷ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، حديث : ١٣٢٧۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ارواء الغليل، حديث : ١٠٨٦.

131: پہلے پہل حائضہ عورت کو پاک ہونے تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔ تاکہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ ❶ بعد میں اسے انتظار کئے بغیر واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ نے حائضہ عورت کو طواف سے پہلے جانے کی اجازت فرمادی تھی۔ بشرطیکہ وہ طوافِ افاضہ کرچکی ہو۔'' ❷

132: تبرک کے طور پر بقدر استطاعت آب زم زم بھی ساتھ لایا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ مشکیزوں اور دیگر برتنوں میں آب زم زم لایا کرتے تھے۔ اسے مریضوں پر چھڑکتے اور انہیں پلایا کرتے تھے۔ ❸

بلکہ آپ ﷺ قیام مدینہ کے دوران فتح مکہ سے پہلے سہیل بن عمرو کو پیغام بھیجتے تھے کہ:

''ہمیں آب زم زم کا ہدیہ بھیجنا کسی صورت نہ بھولنا۔''

---

❶ أیضاً.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت: حدیث: ۱۷٦۰۔ سنن دارمی: ۷۲/۲.

❸ اسے امام بخاری نے ''تاریخ کبیر'' باب الخاء (حدیث: ۳۳۲۵/۲ ۲۳۹/۳) ۳/۲/۱٦ میں ذکر کیا ہے جب کہ امام ترمذی نے کتاب الحج، باب ۱۱۴ (حدیث: ۹٦۳) میں اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الاحادیث الصحیحة: ۸۸۳.

لہٰذا وہ ان کی طرف دو مشکیں بھیج دیتے۔ ❶

133: طواف وداع سے فراغت کے بعد جس طرح عام مسجدوں سے باہر نکلتے ہیں، نکل آئے، الٹے پاؤں نہ چلے۔ بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّم، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ." ❷

مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی زیارت

1: حج سے پہلے یا اس کے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ منورہ میں تشریف لے جائیں۔ مسجد نبوی کی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد سے ایک ہزار درجہ افضل ہے۔

2: مسجد نبوی میں پہنچ کر دو رکعت نماز بطور "تحية المسجد" ادا کریں۔ اگر کوئی فرض نماز پڑھائی جا رہی ہو تو جماعت میں شامل ہو جائیں۔

3: نماز سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ کی "قبر مبارک" کے پاس جائیں اور "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ" کہہ کر ہدیہ سلام پیش کریں۔

4: اس کے بعد اپنی دائیں طرف ایک یا دو قدم اٹھا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو

---

❶ سنن کبریٰ بیہقی (۵/۲۰۲) میں اس کی سند (جید) ہے۔ مصنف عبد الرزاق (۹۱۲۷) میں اس کا ایک شاہد بھی موجود ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: ہمارے اسلاف یہ پانی لے کر چلے آتے ہیں۔

❷ اس کا حوالہ اسی کتاب کے ۲۴ نمبر کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

سلام پیش کریں۔ پھر دائیں طرف ایک یا دو قدم اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کہیں۔

5: اس کے بعد مدینہ منورہ کے قبرستان ''بقیع غرقد'' میں جائیں اور حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما اور دیگر مدفون صحابہ وتابعین اور اولیاء کرام کو جاکر سلام کہیں۔

6: اس سے فراغت کے بعد ''جبل احد'' کی زیارت کے لیے جائیں۔ وہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء احد کی قبریں ہیں۔ انہیں بھی سلام کہیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔

حج اور عمرہ کی دعائیں

حج کے احرام کی دعا

1: ”لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ بِحَجَّةٍ.“

عمرے کے احرام کی دعا

1: ”لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ.“

مشروط احرام کے الفاظ

1: ”اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي.“ ❶

احرام پہننے کے بعد دوران سفر کعبہ شریف تک پہنچنے کے درمیان کی دعائیں

1: ”لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ.“

2: ”لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ.“

3: ”اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَلَا سُمْعَةَ.“

---

❶ صحيح مسلم: حديث ۱۲۰۷.

مسجد حرام مسجد نبوی اور دیگر مساجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا

1: ''اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّم، اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.''

2: ''اَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْم، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْم، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْم، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم.''

کعبہ کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

1: ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.''

طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی دعا

''رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً.''

مقام ابراہیم کی دعا

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ: 125)

صفا و مروہ کی دعا

1: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرة:١٥٨)

صفاومروہ پر کھڑا ہو کر قبلہ رخ ہو کر یہ دعائیں پڑھے

الف: " اَللّٰهُ أَكْبَر، اَللّٰهُ أَكْبَر، اَللّٰهُ أَكْبَر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ."

ب: " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ."

ج: "رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْاَكْرَمُ."

میدان عرفات کی دعا

1: " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر".

2: زیادہ سے زیادہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کا ورد کرے۔

3: إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ.

مَشعرِ حرام کی دعا

1: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَر

2: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

کنکریاں مارتے وقت کی دعا

1: ہر کنکری کے ساتھ صرف "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہے۔

اونٹ یا کوئی اور جانور ذبح کرتے وقت کی دعا

1: ”بِسْمِ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ اَكْبَر ، اللّٰهُمَّ إنَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ ، اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی .“

مسجد حرام، مسجد نبوی اور دیگر مساجد سے نکلنے کی دعا

1: ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّم، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .“

ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف مدنی حفظہ اللہ کے قلم سے

[مطبوع]

۱: المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح (مجموعہ احادیث فضائل اعمال)
۲: نبی ﷺ نے مسلمان بچوں کی تربیت کیسے فرمائی؟
۳: خطة الدّولة الإسلامية (عربی)
۴: تزکیہ نفس (امام ابن حزم کے تجربات زندگی)
۵: تحقیقی مقالہ برائے ایم فل و پی ایچ ڈی کی ترتیب تدوین و تیاری کے اصول
۶: حصن المسلم (مسنون دعائیں اور مستند وظائف)
۷: ڈکشنری برائے خواب کی تعبیر
۸: عقیدہ اہل السنہ والجماعہ کے اجمالی اصول
۹: دعوت دین کا طریقہ کار عصر حاضر کے تناظر میں
۱۰: نبی کریم ﷺ کے آخری صد ایام میں وصیتیں

[زیر طبع]

۱۱: فتاویٰ خواتین
۱۲: معین القاری لحفظ رجال البخاری (عربی)
۱۳: المعجم المختص بالمحدثين للذهبي (مقالہ پی ایچ ڈی)
۱۴: رجال سنن ابی داؤد (عربی)
۱۵: الإلــمــام بتـلـخـيـص رفع الملام لابن تيميه (عربی) (مدینہ یونیورسٹی سے تلخیص کتاب کے مقابلہ انعام یافتہ)
۱۶: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دل سوز تذکرہ (زیر تکمیل)
۱۷: التعليق المليح على مشكاة المصابيح (عربی) (زیر تکمیل)